



مکتب
الحق
کادای

ہفت روزہ
الحق
لاہور

مکتب
الحق
پاکستان
کارتھان

حضرت النبی محمد داؤد غزوی

حضرت انا محمد اسماء سلفی

جلد: 47 | ۲۵ رمضان تا یکم شوال ۱۴۳۷ھ یکم تا 7 جولائی 2016ء | شمارہ: 27

عید الفطر
ایڈیشن

عید الفطر

اہل اسلام کیلئے مسرت و شادمانی
اور روزوں کی جزا کادن



لَيْلَةُ الْقَدَرِ
خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ
شب قدر
ہزار مہینوں سے بہتر



محکوت کا پوسٹل قرآن کریم کو
نیب تعلیم کا مستحق ہے
امیر محمد رضا جلیلی



كُلُّ عَامٍ وَأَنْتُمْ بِخَيْرٍ
تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَ مِنْكُمْ
قارئین کرام کو

عید الفطر

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ



صدقة الفطر و نماز عید

فضائل، احکام و مسائل



عیدین کی رات عبادت کا اہتمام؟!



صدقة الفطر کے لیے بیت المال؟!



صاع کا وزن اور اس کا حجم؟!

قرآن مجید
پیش کشی

درس قرآن

جلاب پروفیسر احمد رضا رحمہ اللہ

محنت کو ضائع مت کیجیے گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غَزْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَأَ ﴿النحل﴾
 ”اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بٹھرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جانتے ہیں، اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کا تنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔“

رمضان المبارک کے شب و روز رخصت ہو رہے ہیں، ہر کسی نے اپنی بساط کے مطابق اپنے خالق کا تقرب حاصل کرنے اور اسے راضی کرنے کے لیے محنت کی ہے۔ سخت گرمی اور شدت کی لو کے طویل دنوں میں بھوک اور پیاس برداشت کی ہے تو کہیں راتوں کو اللہ کی کتاب کی تلاوت سننے کے لیے قیام کیا ہے۔ نمازوں کی بھی پابندی اور درس قرآن کی محافل میں بھی ذوق و شوق سے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اس محنت اور کوشش کو کبھی رائیگاں نہیں فرمائیں گے البتہ انسان اگر خود اپنے کپے پر پانی بھیرے گا تو اس کا خمیازہ تو بھگتنا پڑے گا کیونکہ نیک اعمال تو کر لیے لیکن ان کی حفاظت کا سامان نہ کیا تو یہ تگ و دو اور مشقت بے ثمر ہو جائے گی اور محنت و مشقت اسی طرح رائیگاں ہو جائے گی جس طرح ایک عورت نے بڑی محنت اور کوشش سے ایک ایک دھاگہ کو جوڑ کر خوبصورت کپڑا بنایا اور پھر اپنے ہی ہاتھ سے اس کے دھاگوں کو کھینچ کھینچ کپڑے کو ادھیڑ دیا۔ گویا اس نے پہلے کا تنے کی محنت کی، پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر وقت ضائع کیا، اس کے ہاتھ ناکامی، تھکاوٹ، حماقت کے سوا کیا رہ جاتا ہے؟
 مذکورہ آیت مبارکہ میں ہمارے لیے درس ہے کہ اپنی محنت و مشقت کو بے مقصد ہونے سے بچائیں، دن بھر کی بھوک و پیاس، رات کا قیام، جسم کی تھکاوٹ، قرآن کی تلاوت، زبان و آنکھ کی حفاظت جس طرح رمضان میں کی ہے اسی طرح غیر رمضان میں بھی کرنا ہوگی۔ اللہ سے مغفرت اور بخشش مانگی ہے اب اسی بخشش و مغفرت کا حقدار بھی ثابت کرنا ہوگا۔ گناہوں سے بچنے، حرام سے دور رہنے، دھوکہ دہی اور غلط بیانی سے کاروبار وسیع کرنے سے باز رہنے کے جو اللہ سے وعدے کیے ہیں ان کی پاسداری کرنا ہوگی۔ اگر رمضان کے بعد دوبارہ گناہوں میں منہمک ہو گئے، نمازوں کی فکر چھوڑ دی، مجرمات کا ارتکاب ہونے لگا، قرآن سے تعلق ختم کر دیا تو پھر کل قیامت کے دن بیوقوفی، ناکامی اور حسرت کے سوا رمضان کی بھوک اور پیاس کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نصیحت فرمائی اور کہا:

[يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ]

”عبداللہ! فلاں شخص کی مانند نہ ہو جانا جس نے رات کو قیام کا اہتمام کیا اور پھر کچھ عرصہ

بعد اسے چھوڑ دیا۔“

اصل امتحان تو رمضان کے بعد ہے، لازمی ہے کہ روزہ دار محنت سے تیار کیے ہوئے کپڑے کو ادھیڑنے سے باز رہے، اپنی مشقت کو بے ثمر ہونے سے بچائے اور اللہ سے کیے گئے وعدوں کی پاسداری کرے تاکہ روزہ کے حقیقی مقصد و غایت کو پاسکے۔

درس حدیث

جلاب پروفیسر عبدالرحمن امجدی رحمہ اللہ

شوال المکرم کے چھ روزے

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ".] (مسلم)

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھ لئے تو یہ سارے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔“ (مسلم)

رمضان کے روزے فرض ہیں اور شوال کے چھ روزے نفلی عبادت ہے۔ ان دونوں عبادات کا مقصد انسان کو تقویٰ کے زیور سے آراستہ کر کے انسانیت کے بلند مقام پر فائز کرنا ہے۔ دنیاوی فوائد کے ساتھ ساتھ ان کا ثواب بھی ہے۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والے کو نبی کریم ﷺ نے خوشخبری سنائی کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسے قیامت کے روز حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

شوال کے روزے رکھنے والے کو خبر دی کہ تم یوں ثواب پاؤ گے جس طرح کہ پوری زندگی روزے کی حالت میں ہی گذاری ہو۔ ہر نیک عمل کا کم از کم ثواب دس گنا ہوتا ہے اس اصول کے مطابق ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر ہوئے اور شوال کے چھ روزے اسی اصول کے مطابق ساٹھ دن یعنی دو ماہ کے برابر ہوئے اس طرح رمضان کے روزے کے عوض دس ماہ اور شوال کے روزے کے عوض دو ماہ ہوئے اس طرح ۱۲ مہینے یعنی پورے سال کے روزے کا ثواب مل گیا۔ جو شخص یہی عمل ہر سال کرتا رہا وہ تو یوں ہے کہ جیسے ساری زندگی روزے کی حالت میں رہا۔

شوال کے روزے جو کہ نفلی ہیں رکھنے کی کوشش کی جائے۔ رمضان کے روزے تو مسلسل ایک ماہ رکھنا ہوتے ہیں مگر شوال کے چھ روزے جس طرح آسانی ہو رکھے جا سکتے ہیں، اکٹھے رکھ لئے جائیں یا درمیان میں ناغہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، شرط یہ ہے کہ یہ روزے دو شوال سے ۲۹ شوال تک رکھے جائیں۔ شوال گزرنے کے بعد وہ ثواب نہیں ہوگا جو شوال کے ساتھ خاص ہے۔

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ شوال کے روزے لازمی ہیں یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہیں ہر انسان کو اپنی صوابدید کے مطابق شوال کے روزے رکھنے کی اجازت ہے۔

عید..... بخشش الہی کی نوید!

رمضان کا مقدس مہینہ اپنی تمام تر رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے اہل ایمان کو مستفیض کرتے ہوئے رخصت ہو چکا ہے۔ بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک میں دن کو صیام اور رات کو قیام کر کے اپنی بخشش کا سامان کر لیا۔ نیز صبح و شام کی ساعتوں میں قرآن مجید کی تلاوت اور دعا کو اپنے معمولات کا حصہ بنا لیا اور اب ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قرآنی ہدایات کو اپنی ذات، گھر اور پورے معاشرہ میں نافذ کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہو جائیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خلوص نیت کے ساتھ کتاب و سنت کے احکامات کی پیروی مسلمان کا مقصد حیات ہے۔ اہل ایمان نے رمضان المبارک میں جو دینی تربیت حاصل کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ رمضان شریف کے بعد بھی ان سے اس پر عمل میں کوئی کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے تاکہ وہ کل قیامت کو آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائیں۔ ﴿مَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (القرآن)

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں ہر مذہب و ملت کے افراد اپنی قومی روایات کے مطابق سال کے مختلف اوقات میں تہوار مناتے ہیں۔ بعض لوگوں کے تہوار کی آمد صرف خوشیوں کا سامان لیے ہوتی ہے اور اس میں کھلے بندوں لہو و لعب اور بے ہودگیوں کے مظاہرے کیے جاتے ہیں لیکن اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح اس کا مقصد حیات دوسرے تمام ادیان سے اعلیٰ و ارفع، سچا اور سچا ہے اسی طرح اس کا نظریہ عید و مسرت بھی بالکل منفرد ہے۔ وہ خوشیوں کا پیغام دیتا ہے مگر سنجیدگی کے ساتھ وہ مسرتوں کی نوید بھی سناتا ہے مگر متانت کے ساتھ۔ مسلمان خوشی سے ہمکنار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگر اسے کسی غم یا حادثہ کی آزمائش سے دو چار ہونا پڑے تو وہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا بلکہ اتنا اللہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ اس کی زبان کی زینت بن جاتے ہیں۔

اسلام میں اہل توحید کے لیے دو مسرت افزا ایام مقرر ہیں جنہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عید الفطر اس وقت آتی ہے جب مسلمان ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر دیتا ہے۔ صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہ کر رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام اور سجدہ نیاز ادا کر کے حقیقی مسرت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے پورے کر کے عید کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشکر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس نے اس امتحان میں سرخرو ہونے کی توفیق بخشی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ایمان و احتساب کی نیت سے روزے رکھنے کی توفیق بخشی اور انہوں نے اپنی محسوس اور شامیں تلاوت قرآن مجید میں صرف کیں اور جن کے دن یاد الہی اور راتیں قیام و مناجات میں بسر ہوئیں اور اپنے دامن کو منکرات سے محفوظ رکھا اور عید کے دن وہ اظہار تشکر کے لیے تکبیریں کہتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ایسے لوگوں کے لیے رسول مکرم ﷺ نے مغفرت کی نوید دی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عید الفطر کی رات جب بندے صبح کو عید کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے: فرشتو! اس مزدور کی مزدوری کیا ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔

بلاشبہ عید کا مقصد حقیقی جہاں پاکیزگی نفس اور ہمدردی و ایثار ہوتا ہے وہاں خوشی بھی ہوتی ہے۔ وہ عید دراصل عید نہیں جس میں ایثار کا مظاہرہ تو ہو مگر بندگی و اطاعت کا جوہر نہ چمکے اور خالق کائنات کی تسلیم و رضا کا جذبہ ہر قول و فعل میں کارفرما نہ ہو۔ اسی لیے خوشی کے دن اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم آیا ہے اور نماز، ہجگانہ کو برقرار رکھتے ہوئے مزید دو گانہ نماز ادا کرنے کی پابندی عائد کر دی ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ عید نے زبانوں کو اللہ اکبر کے سکون بخش اور ایمان افروز نعموں سے ترنم ریز بنا دیا ہے۔ یاد رہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے خوشی کی وہ تقریب جس میں غرباء و مساکین، یتامی، نادار اور مجبور لوگ شریک نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ پسندیدہ نہیں۔ اسی

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام ومسائل
- 6 رمضان المبارک میں حدود و خطبہ حرم
- 9 عید الفطر..... (تلم)
- 10 پیام عید
- 13 عید الفطر..... احکام ومسائل
- 15 عید الفطر..... بحیر و تحلیل اور تفکر کا دن
- 16 شب قدر کی فضیلت
- 18 صلوٰۃ العید کا حکم..... کھلے میدان میں یا
- 20 فطرانہ
- 22 ماہ شوال کے 6 روزے..... فضائل ومسائل
- 25 عیدین میں عورتوں کی شرکت
- 26 اسلام..... انکرتا ہوا بوا دین

ادارہ سے جملہ کتابیات ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زیر تنبیہ کے نام لی جائے

پتہ: ہفت روزہ "انوار" چوک اہل شد

(المعرفتی چوک) 106 راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے

①۔ میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239
②۔ لاہوری U.B.L. اکاؤنٹ نمبر: 0321-4332168

بدل اشتراک

- سالانہ 600/- روپے
ششماہی 350/- روپے
ذریعہ بی بی 650/- روپے
بیرونی نمائندگی 6000/- روپے
نی پرچہ 20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "سٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

یہ شریعت نے فطرانہ کو نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ مساکین بھی اپنے کھانے پینے کا اچھا انتظام کر سکیں اور ان کے بچے بھی عید کی خوشیوں سے بہرہ ور ہو سکیں۔ سچی بات یہ ہے کہ عید کا دن تواضع اور انکساری کا دن ہے۔ انسانی ہمدردی اور نمکساری کا دن ہے۔ خشیت الہی اور حقیقی تقویٰ کا دن ہے۔ ایثار و مساوات اور اتفاق و اتحاد کے عملی نمونے کا دن ہے۔ اگر آپ نے عید کے دن ان تقاضوں کو پورا کیا تو پھر یقین جانیں کہ آپ نے صحیح معنوں میں عید منائی۔

آخر میں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ عید الفطر کا چاند ایسے حالات میں طلوع ہوا ہے جبکہ عالم اسلام اور اسلامیان عالم بے شمار مشکلات و مسائل سے دوچار ہیں۔ قبلہ اول ابھی تک منہ پر بود میں ہے۔ مقبوضہ کشمیر شام برآ افغانستان، فلسطین اور عراق کے مسلمان ظلم و ستم کا شکار اور مصائب سے دوچار ہیں۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ملکیتیں متحد ہو جائیں اور غیروں کو دوست نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا دنیا میں پھر رہا رہنے کے لیے کسی جدوجہد اور ایثار سے گریز نہ کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شہر

حکومت کا بارہویں جماعت تک قرآن کریم کو نصاب تعلیم کا حصہ بنانا مستحسن ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ حکومت نے بارہویں تک قرآن کو نصاب تعلیم کا حصہ بنا کر تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس اقدام سے فرقہ واریت کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ قرآن کریم ہماری زندگی، ایمان اور نجات کی بنیاد ہے۔ جس کی تعلیم ایمان کا تقاضا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ہمارے معاشرے میں کم علم مذہبی افراد نے قوم کو فرقہ وارانہ مسائل میں الجھا رکھا ہے۔ جب قرآن کا ترجمہ عام ہوگا تو وہ لوگوں کی بے خبری کا غلط فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ ویسے بھی ہمارے بہت سے قومی اور معاشرتی مسائل کا حل قرآن سے وابستہ ہے۔ حکومت کی اس اسکیم کی تکمیل میں ہر سطح پر تعاون کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ خیر اور شر کی قوتوں کا ٹکراؤ جاری ہے تاہم یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پش خاندانوں میں بھی دینی تعلیم کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس وقت امت مسلمہ جن مسائل کا شکار ہے اس میں قرآن سے راہنمائی لینا ناگزیر ہو چکا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیمات کے لیے مستند اور اہل مدرسین کا انتخاب کیا جائے تاکہ قوم کے بچوں کو پورے خلوص کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا موقع مل سکے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کو منشور بنا کر ہم ملک کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں، ہمارے ہاں جتنی عصبيت اور منافرت ہے اس کی بنیادی وجہ بھی قرآنی تعلیمات سے دوری ہے۔

جمہوریت کے دفاع میں فوج کے بیان کے بعد سیاسی یتیم مایوس ہو گئے۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ حکومت اپنی مدت پوری کرے گی۔ جمہوریت کے دفاع میں فوج کے بیان کے بعد سیاسی یتیم مایوس ہو گئے۔ پہلے دھڑوں سے کچھ نہیں ہوا اب عید کے بعد بھی کچھ نہیں ہوگا۔ پی پی پی نے شوق پورا کر لیا اور پی پی پی بھی کر لے لی اور میں صرف وزیر اعظم کو پھنسانے کی کوشش کی گئی احتساب ہوا تو سب کا ہوگا۔ شیخوپورہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سالانہ افطار ڈنر سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ملکی ترقی کے لیے سیاسی و جمہوری استحکام ناگزیر ہے۔ حکومت کے میگا پراجیکٹس تکمیل کی جانب گامزن ہیں اس وجہ سے بھی اپوزیشن پریشان ہے۔ انہیں اپنا سیاسی مستقبل تاریک نظر آرہا ہے۔ اس لیے وہ کبھی ریفرنس اور کبھی کنسٹیوٹری باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کشمیر میں مجاہدین کی کارروائیوں کو پاکستان کے کھاتے میں ڈالنے کی بھارتی کوشش کی مذمت کی اور کہا کہ کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے رد عمل کا فوج نشانہ بن رہی ہے۔ بھارت کشمیریوں کو حق خود ارادیت دے یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام خطے میں امن کے لیے ناگزیر تھا اس کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی اور نہ ہی اسے رول بیک کیا جاسکتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انکا کہنا تھا کہ پنجاب حکومت کے نسواں بل میں قرآن و سنت سے متصادم شقوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اب حکومت کا کام ہے کہ اسے قانونی مسودے سے باہر نکالے۔ موجودہ شکل میں نسواں بل ہماری تہذیب اور دینی اقدار پر حملہ ہے۔ اس کے خلاف دینی جماعتوں کی مزاحمت درست ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ افطار ڈنر سے مولانا عبدالباسط شیخوپوری و دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

اعلان تعطیل

عید الفطر کے مبارک موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے جملہ دفاتر 6 تا 9 جولائی 2016ء (بروز بدھ تا ہفتہ) بند رہیں گے اور ہفت روزہ ”اہل حدیث“ کا آئندہ شمارہ 15 جولائی کو شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔ (ادارہ)

نوٹ: زیر نظر عید ایڈیشن کی قیمت -/20 روپے ہے، ایجنسی ہولڈرز مطلع رہیں۔

ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
موب: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

احکام ومسائل

صاع کا وزن اور اس کا حجم

سوال ہمارے ہاں صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع بتائی جاتی ہے اور یہ حجم یعنی ماپ کا پیمانہ ہے اس کا حجم کتنا ہے؟ پھر اس میں گندم کا وزن کتنا ہے؟ کیونکہ عام طور پر صدقہ فطر میں گندم دی جاتی ہے اس کے متعلق تفصیل درکار ہے۔

جواب اس میں شک نہیں ہے کہ صاع ماپ کا پیمانہ ہے جب اسے کسی جنس سے بھرا جائے تو مختلف اجناس کا وزن مختلف ہوتا ہے اس سلسلہ میں ایک روایت پیش خدمت ہے: ”امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی امام احمد بن حنبلؒ نے ایک مرتبہ مد میں صاف گندم ڈالی پھر اس کا وزن کیا تو وہ ایک رطل اور ایک تہائی رطل تھی یعنی $1\frac{1}{3}$ رطل۔“ (محلی ابن حزم: ج 5 ص 225)

چونکہ ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اس لیے ایک صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہوا رطل وزن کا پیمانہ ہے اس کا وزن نوے مثقال ہے اس حساب سے $5\frac{1}{3}$ رطل 480 مثقال بنتے ہیں۔ ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہے اس حساب سے 480 مثقال کے دو ہزار ایک سو ساٹھ ماشے ہوتے ہیں اور اس کا ایک سو اسی تولے وزن بنتا ہے۔ جدید اعشاری نظام کے مطابق تین تولے کے پینتیس گرام ہوتے ہیں اس حساب سے ایک سو اسی تولے کا وزن دو ہزار ایک سو گرام بنتا ہے۔ یعنی یہ وزن دو کلو سو گرام ہے یہ ایک صاع گندم کا وزن ہے۔ اب اس کے حجم کا اندازہ کرتے ہیں اس سلسلہ میں ہم نے بڑی تنگ دود کے بعد ایک مد کا پیمانہ حاصل کیا پھر لیٹر کا پیمانہ لیا جب مد کو پانی سے بھرا تو وہ چھ سو بیسی ملی لیٹر تھا اس اعتبار سے ایک صاع میں دو ہزار سات سو اٹھائیس ملی لیٹر پانی ریکارڈ ہوا یعنی دو لیٹر اور سات سو اٹھائیس ملی لیٹر۔ انٹرنیشنل طور پر گندم کی کثافت کے پیش نظر ایک لیٹر میں 770 گرام گندم آتی ہے۔ جب ہم نے مذکورہ مد میں صاف گندم ڈالی تو اس کا وزن 525 گرام ہوا۔ اس اعتبار سے ایک صاع میں دو ہزار ایک سو گرام گندم آتی ہے یعنی دو کلو ایک سو گرام صاع کے حجم میں گندم کا وزن ہے۔ ہمارے ہاں برصغیر کے اکثر محدثین ایک صاع میں گندم کا وزن دو کلو سو گرام ہی بتاتے ہیں جبکہ کچھ اہل علم ایک صاع حجم میں گندم کا وزن دو کلو پانچ سو گرام بتاتے ہیں۔ ہمارے رجحان کے مطابق ایک صاع بھر کر گندم صدقہ فطر کے طور پر دی جائے خواہ اس کا وزن جتنا بھی ہو۔ واللہ اعلم!

صدقہ الفطر کے لیے بیت المال

سوال ہماری مسجد میں ایک بیت المال قائم کیا گیا ہے جس میں فطرانہ اور چرمہائے قربانی کو جمع کیا جاتا ہے پھر اس سے مسجد کے امام اور خطیب کی تنخواہ دی جاتی ہے اس قسم کے بیت المال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب لغوی اعتبار سے ہر اس گھر کو بیت المال کہا جاتا ہے جو کسی بھی قسم کے مال کی حفاظت کے لیے تیار کیا جائے لیکن اصطلاحی طور پر اس سے مراد وہ ادارہ ہے جو اہل اسلام سے ان کے اجتماعی اموال وصول کر کے ان کے اجتماعی کاموں پر صرف کرنے کا ذمہ دار ہو اسے اسلام کے ابتدائی دور میں بیت مال المسلمین یا بیت مال اللہ کہا جاتا تھا آخر اس پر بیت المال کا اطلاق ہونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اس قسم کے اجتماعی مال کو فوراً خرچ کر دیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صدقہ فطر وصول کرنے والے سرکاری کارندے ہوتے تھے جو عید سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر وصول کر لیتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایات میں ہے کہ وہ سرکاری کارندوں کو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فطرانہ عید سے ایک دو دن پہلے جمع کروا دیتے تھے۔ (بخاری الزکاة: 1511)

اسے سرکاری طور پر جمع کیا جاتا اور اس کی حفاظت کے لیے باقاعدہ ڈیوٹی لگائی جاتی تھی۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث میں ہے کہ وہ اس کام پر مامور تھے۔ (بخاری الزکاة: 2311)

اسے فوری طور پر حقداروں تک پہنچا دیا جاتا تھا اسے اپنی مرضی سے صرف کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمارے ہاں عام طور پر مندرجہ ذیل بیت المال قائم کرنے کا اہتمام کرتے ہیں پھر اسے ”اپنا مال اپنوں“ پر صرف کیا جاتا ہے۔

بڑی فیکٹریوں کے مالکان یا وسیع کاروبار رکھنے والے مذہبی حضرات اپنے ہاں بیت المال قائم کر لیتے ہیں اس میں زکوٰۃ فطرانہ اور چرمہائے قربانی کی قیمت جمع کی جاتی ہے پھر فیکٹری میں قائم کردہ مسجد کے اخراجات اسی مد سے پورے کیے جاتے ہیں۔

دینی ذہن رکھنے والے لوگ ایک اجتماعی بیت المال بنالیتے ہیں اس میں مقامی طور پر مال زکوٰۃ، عشر، فطرانہ اور چمہائے قربانی سے آمدہ رقم جمع کی جاتی ہے پھر اس سے امام مسجد کی تنخواہ اور خطیب کا حق الخدمت ادا کیا جاتا ہے۔ نیز لائبریری و دیگر اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

بعض دوراندیش حضرات اپنے طور پر ایک انفرادی بیت المال بنالیتے ہیں پھر لوگوں سے چندہ مانگ کر اسے بھرتے ہیں پھر اسے بچیوں کے جہیز کے نام سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر انہوں نے کی حیثیت سے اپنی ضروریات کو بھی اس سے پورا کیا جاتا ہے۔

صورت مسئلہ میں بھی اسی طرح کی صورت حال بیان کی گئی ہے ہمارے نزدیک غریبوں، یتیموں اور یتیموں کا مال غلط طریقہ سے استعمال کیا جاتا ہے اس قسم کے چور و زول کو بند ہونا چاہیے۔ ہمارے نزدیک ہر مسجد کا اپنا بیت المال ایک غیر اسلامی حرکت ہے اس کی حوصلہ شکنی ہونا چاہیے۔ اس کے لیے یا تو جماعتی سطح پر ایک بیت المال قائم کیا جائے یا پھر انسان انفرادی طور پر اپنی زکوٰۃ، عشر، فطرانہ اور چمہائے قربانی کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا پابند ہے۔ واللہ اعلم!

خطبہ عیدین کے دوران چندہ جمع کرنا

سوال ہمارے ہاں خطبہ عید سے پہلے یا اس کے دوران چندہ جمع کیا جاتا ہے تاکہ اس سے امام کی اضافی خدمت کی جاسکے اور اسے مسجد کی ضروریات میں استعمال کیا جائے اس وقت چندہ جمع کرنے کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے وضاحت کریں۔

جواب عیدین کے خطبہ کو غور اور انتہاک سے سنا چاہیے دوران خطبہ یا خطبہ سے پہلے چندہ جمع کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی ہنگامی ضرورت ہے تو خطبہ سے فراغت کے بعد اس کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ سے فراغت کے بعد عورتوں کے پاس آئے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی، پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے عورتوں سے صدقہ وصول کیا۔ (بخاری العیدین: ۹۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ حدیث کے راوی ابن جریج نے اپنے استاد حضرت عطاء بن ابی رباح سے سوال کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے صدقہ فطر وصول کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، یہ صدقہ فطر نہیں تھا بلکہ عام صدقہ تھا جو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے عورتوں سے وصول کیا گیا۔ (بخاری العیدین: ۹۷۸)

صورت مسئلہ میں جو خطبہ سے پہلے یا خطبہ کے دوران چندہ جمع کیا جاتا ہے تاکہ امام کی خدمت کریں یہ کوئی اجتماعی ضرورت نہیں جس کے لیے اس قسم کا تکلف کیا جائے۔ ایسا کرنا عیدین کے تقدس اور وقار کے بھی منافی ہے البتہ خطبہ سے فراغت کے بعد چندہ کی اپیل کی جاسکتی ہے تاکہ لوگ حسب استطاعت اطمینان و سکون سے اس میں شریک ہو سکیں۔

عیدین کی رات عبادت کا اہتمام

سوال کچھ واعظین عیدین کی رات عبادت کی بہت فضیلت بیان کرتے ہیں پھر کچھ دینی ذہن رکھنے والے حضرات ان راتوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ نفل بھی پڑھے جاتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت بھی ہوتی ہے اس کی شرعی حیثیت بیان کر دیں۔

جواب ہمارے ہاں جو بزرگ عیدین کی راتوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں ان کے شوق کی بنیاد چند ایسی احادیث ہیں جو محدثین کے قائم کردہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

”جس نے عیدین کی دونوں راتوں میں اخلاص اور حصول ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کا دل اس دن بھی زندہ رہے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔“

یہ روایت خود ساختہ اور بناوٹی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عمر بن ہارون لجنی ہے جس کے متعلق امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: ”امام ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے متروک قرار دیا ہے۔“ (تفحیص المستدرک: ج ۱ ص ۸۷)..... خود امام ذہبیؒ نے اسے کذاب خبیث کہا ہے۔ (میزان الاعتدال: ج ۳ ص ۲۲۸)..... محدث العصر امام البانیؒ نے بھی اس روایت کو خود ساختہ اور بناوٹی قرار دیا ہے۔ (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ: ج ۲ ص ۱۱)

”جو پانچ راتوں میں عبادت کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی وہ راتیں یہ ہیں: ذوالحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں رات، عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرہویں رات۔“

امام منذریؒ نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور اس کے موضوع یا ضعیف ہونے کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس روایت کو بصیغہ تریض بیان کیا ہے۔ (ترغیب: ج ۲ ص ۱۵۲)..... اس روایت میں عبد الرحیم بن زید الحمی راوی کذاب ہے اور اس سے بیان کرنے والا سدید بن سعید بھی سخت ضعیف ہے۔ علامہ البانیؒ نے اس روایت پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ (الاحادیث الضعیفہ: ج ۱ ص ۱۲)..... علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کی رات صبح تک سوتے رہے اور آپ ﷺ نے شب بیداری نہیں کی۔ نیز عیدین کی رات خاص عبادت کرنے کی کوئی روایت صحیح نہیں۔ (زاد المعاد: ج ۱ ص ۲۱۲)..... واللہ اعلم!

رمضان المبارک میں جو دوسخا

امام محمد الحارثی
فضیلہ الشیخ
ڈاکٹر صالح بن حمید

جناب محمد جمل بھی

نقرا

جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ

19 رمضان المبارک 1437ھ بمطابق 24 جون 2016ء

حمد و ثناء کے بعد!

اے لوگو! میں خود کو اور تمہیں اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں، لہذا تم اللہ سے ڈرو، قیامت کے دن کی تیاری کرلو، جس دن صرف اعمال ہی کام آئیں گے، انسانی اعضاء ہمارے اعمال کے گواہ ہوں گے اور حاکم زبردست قوت و طاقت والا اللہ ہوگا۔ جس دن کسی نادام ہونے والے کی ندامت بھی کوئی نہ سنے گا، اور صرف وہی بچے گا جس پر اللہ رحم فرمائے گا۔

اس دن کے لیے زادِ راہ لے لو، موت قریب آپکی ہے۔ خوب محنت کرلو کیونکہ کوچ کا وقت آپکا بچا ہے اور اپنے نیک اعمال ذخیرہ کرلو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

”اُس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ (المطففين)

اس روز سبھی پکارنے والے کی آواز پر گردنیں جھکائے حاضر ہوں گے۔

اور مظلوم ظالموں کے دامن پکڑے ہوئے آئیں گے۔ جبکہ حساب اللہ رب العزت لیں گے جو سب سے تیز رفتار حساب لینے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ ۱ ﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ﴾ ۲ ﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ﴾ ۳ ﴿ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ﴾ ۴ ﴿ثُمَّ لَتَسْتَأْذِنَ يَوْمَئِذٍ النَّعِيمَ﴾ ۵ (التكاثر)

”ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا ہرگز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا) تم دوزخ دیکھ کر رہو گے پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اُسے دیکھ لو گے پھر ضرور اُس روز تم سے ان نعمتوں کے

بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔“

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ ہمارے روزے، قیام اللیل اور دیگر تمام نیک اعمال قبول فرمائے۔ ہمارے دین اسلام میں ایسے محکم احکام دیے گئے ہیں جن سے امت اسلام کی ضروریات کی ذمہ داری نبھائی جاتی ہے، لوگوں کو خیر و بھلائی کے کاموں پر ابھارا جاتا ہے۔ انھیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے پر عظیم ترین اجر و ثواب کا وعدہ دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک سخاوت، فیاضی، خیر خواہی اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ماہِ سخاوت میں سخاوت اور فیاضی کی گفتگو بڑی خوشگوار ہے اور یہ خوشگوار حیرت کبھی ختم بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا عقیدہ درست ہو اور وہ عبادت میں نہایت مخلص ہو۔

نبی کریم ﷺ کے نزدیک کریم وہ شخص ہے جو آپ سے محبت رکھتا ہو، آپ کی عزت و توقیر کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ کسی شخص کا اپنے اوپر کرم یہ ہے کہ وہ شرف و منزلت اور عزت و اکرام والے کام سرانجام دے۔ ذلت و رسوائی والے کاموں سے دور رہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مومن شخص کا

رویہ یہ ہوتا ہے کہ

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَتَّقُونَ عَلَى الْآرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾

”رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ کو آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔“

مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾

(اور رحمن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔“

تمام لوگوں، عزیز و اقارب اور اہل و عیال کے ساتھ کرم کرنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن معاملہ کیا جائے، ان پر خرچ کیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی اور درگزر سے پیش آیا جائے۔ جو شخص اپنی مہربانی اور شفقت کو اپنے بھائیوں اور لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے قربان کرتا رہے تو اس نے کرم کی انتہا کر دی۔ اور جس نے محتاجوں کی مدد کے لیے اپنا وقت صرف کیا تو وہی جواد کریم یعنی اصلی خلی ہے۔

جس نے اپنا منصب اور اثر و رسوخ خیر کے کاموں میں استعمال کیا، جائز سفارش کی، مظلوم کی مدد کی، ظلم

رمضان المبارک سخاوت، فیاضی، خیر خواہی اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ماہِ سخاوت میں سخاوت اور فیاضی کی گفتگو بڑی خوشگوار ہے اور یہ خوشگوار حیرت کبھی ختم بھی نہیں ہو سکتی۔

اس ماہ مبارک میں تیز تر تیز ہوا سے بھی تیز رفتاری میں سخاوت کرتے تھے۔ آپ کی سخاوت رمضان المبارک میں عروج پر ہوتی تھی۔

برادرانِ اسلام! سخاوت صرف مال خرچ کرنا نہیں، بلکہ اس کا مفہوم بہت وسیع اور بڑا کھلا ہے! سخاوت اور فیاضی اور کرم نوازی ایسے کلمات ہیں جو ایک دوسرے کی وضاحت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ وہ معزز کلمات ہیں جو خیر و بھلائی، شرف و عطا کی ہر نوع پر بعض اہل علم نے فرمایا ہے: ”کرم ایسا لفظ ہے جو ہر فضیلت والے کام پر بولا جاتا ہے۔ اس میں خرچ کرنے، عطا کرنے اور ہمدردی کے معانی پائے جاتے ہیں۔

معزز روزے دارو! قیام کرنے والو! سخاوت کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ اللہ کے نزدیک کریم بندہ وہ ہے

ختم کیا، کمزور کی مدد کی اور کمزوروں کا دست و بازو بن کر حکمرانوں کے پاس گیا تو وہ حقیقی (کریم) یعنی سخی ہے۔

اور جس نے اپنا قرض معاف کر دیا۔ اپنے بھائی کو بری الذمہ قرار دیا تو وہ بھی بہت بڑا سخی ہے۔

بہترین سخاوت مسکراہٹ، صبر و تحمل، نرمی، درگزر، حسد و کینے سے دوری اور دشمنی و عداوت سے اجتناب کرنا ہے۔ سچا سخی وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائیوں

کے لیے وہی پسند کرتا ہو جو خود کو پسند ہو، اپنے بھائیوں کی خوشی پر خوش ہو، نا اور ان کے دکھ درد میں شریک

ہو، نا اور ان کے مال و دولت سے بے نیاز ہو، نا اس کا شعار اور امتیاز ہو۔

سخاوت مالی بھی ہے، سخاوت علم کی نشر و اشاعت بھی ہے، دوسروں کی خیر خواہی میں بھی سخاوت ہے۔

اپنے منصب و جاہ کے استعمال میں بھی سخاوت ہے، اور سب سے بڑی سخاوت حسن اخلاق ہے،

روزے دار و اور قیام کرنے والو! جو دو سخا کی صفات ہیں جو بندے کو ابھارتی

ہیں کہ وہ احسان جتائے بغیر خرچ کرے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

”اللہ نے اپنی مخلوق میں ایسے کچھ خاص بندے

پیدا کیے ہیں کہ جنہیں اپنے بندوں کی ضروریات

پورا کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے نزدیک

سخاوت عزت و سر بلندی ہے، دوسروں پر خرچ

کرنا غنیمت ہے اور اللہ عمدہ اخلاق والوں کو پسند

کرتا ہے۔“

برادران اسلام! جو دو سخا، خرچ کرنا اور عطا

کرنا، مسلمان کے اسلام کی خوبی، اس کے ایمان کا کمال اور

اللہ کے ساتھ اس کے حسن ظن کی دلیل ہے۔

سلف میں سے ایک برزگ نے کیا خوب بات کی

ہے۔ فرماتے ہیں:

”میں اپنی نمازوں میں اپنے بھائیوں کے لیے

جنت مانگتا ہوں، کیا میں ان کے لیے اپنے

عطیات میں بخل و کجوسی سے کام لوں؟!“

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خیر و بھلائی کی بارش کر دو، اگر وہ بارش معزز

لوگوں پر ہوئی تو وہ اس کے اہل تھے کہ ان پر

بارش برستی۔ اگر وہ کمینوں پر برس گئی تو تو اس کا

اہل تھا کہ سخاوت کی بارش کرتا خواہ وہ کمینوں ہی

پر برستی۔ جو تیری عزت کرے تو بھی اس کی

عزت کر اور جو تیری توہین کرے تو خود پر

کنٹرول کر کے اپنی عزت بڑھالے۔“

سیدنا علیؑ فرماتے ہیں:

”جب دنیا کے مال و دولت کی تم پر بارش برس

رہی ہو تو تم بھی کھل کر خرچ کرو کیونکہ یہ مسلسل

آتا مال ختم نہ ہوگا اور جب تیری دولت ختم ہو

رہی ہو تو بھی خرچ کر کیونکہ بہر حال ختم تو وہ

ہونے ہی والی تھی۔ جب تم مال سنبھال کر بیٹھ

جاتے ہو تو گویا مال تیرا مالک بن گیا اور جب تم

خرچ کرتے ہو تو گویا تم اس کے مالک ہو۔ آدمی

بہترین سخی وہ ہے جس کی جو دو سخا بڑھتی ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ اصل مہربانی اور احسان تو ضرورت مندوں اور سائلین کا ہے جو اس کے در پہ آئے۔ اور ایسے لوگ نادر ہیں اور ایسی سخاوت بہت کم ہے۔

کی سخاوت اسے لوگوں کا محبوب بنا دیتی ہے، اور

کججوسی اسے اولاد کے نزدیک قابل نفرت کر دیتی

ہے، جو سخی ہے وہی سردار ہے، اور سخاوت

عزتوں کی محافظ ہے۔ جناب ابن سہاک فرماتے

ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو اپنا مال

خرچ کر کے غلام خریدتا ہے لیکن سخاوت کے

ذریعے آزاد لوگوں کو نہیں خریدتا۔“

برادران اسلام! سخاوت سخی کی چال ڈھال اور

حلیے سے واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ خرچ کرنے کی

شدید رغبت رکھتا ہے اور خرچ کرنے کے بعد اسے

معمولی سمجھتا ہے۔ خرچ کرنے میں جلدی کرتا ہے اور

تاخیر سے بچتا ہے۔ احسان نہیں جتنا۔ خرچ کرنے میں

لذت محسوس کرتا ہے، آسانی سے عطا کرنے میں اسے

روحانی سکون ملتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ نہایت عجز

و انکسار کا بھی مظاہرہ کرتا ہے، ضرورت مندوں کے لیے

کی ہمیشہ اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے اور ان کے ساتھ گفتگو

میں خوبصورت اسلوب اختیار کرتا ہے تاکہ ان کی عزت

نفس بھی محفوظ رہے۔

بہترین سخی وہ ہے جس کی جو دو سخا بڑھتی ہے تو وہ

خیال کرتا ہے کہ اصل مہربانی اور احسان تو ضرورت

مندوں اور سائلین کا ہے جو اس کے در پہ آئے۔ اور ایسے

لوگ نادر ہیں اور ایسی سخاوت بہت کم ہے۔ پھر ایسا سخی

شخص ترقی کرتے ہوئے ایثار کے درجے کو پالیتا ہے۔

جہاں وہ اپنی ضروریات پر دوسروں کی حاجتوں کو ترجیح

دیتا ہے اور یہ خوبی صحابہ کرام کی ہے، وہ سخت ضرورت

اور حاجت مندی کے باوجود دوسروں کو خود پر ترجیح دیا

کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُجْزَوْنَ مِنْهَا حَاجَةً مِّنْهُمُ إِلَىٰ صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَخِصَ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

”اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی

(ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے

پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرت میں

مقیم تھے یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو

ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ

بھی اُن کو دیدیا جائے اُس کی کوئی حاجت تک یہ

اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات

پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود

محتاج ہوں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل

کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے

ہیں۔“

جامع الفاظ میں یہ کہا جاتا ہے کہ سخاوت یہ ہے

کہ تم نیکی اور بھلائی کی غرض سے اپنا مال خرچ کر دو اور

دوسروں کے مال سے اجتناب کرو۔

اس کے بجائے عقلمند آدمی کو ایسی سخاوت سے

ڈرنا چاہیے کہ وہ رسوائی، سے ڈر کر سخاوت کرے، یا

لوگوں کے خوف سے عطیات دے۔ بلکہ اس کی جو دو سخا

پوری رغبت اور شوق سے ہونی چاہیے، لوگوں کی ملامت

اور طعنوں کے ڈر سے نہیں۔ کہادت ہے:

”شکاری کی طرح مت بنو جو پرندے کو شکار

دنوں کی تلخیاں بھلا دیتے ہیں۔

انہیں مبارک ہو، انھوں نے جو خرچ کیا اس پر انھیں اللہ کریم سے بہت بڑا اجر و ثواب ملنے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الزَّيْنَ فَرِحُوا بِالْمَالِ الَّذِي كُنْتُمْ تُكَسِبُونَ﴾
﴿وَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَالُهُمْ أَن يَشْكُرُوا﴾
﴿يُخْلِفُهُمْ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾

”اے نبی، ان سے کہو، ”میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپتا دیتا ہے جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اُس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے، وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔“

برادرانِ اسلام! خیر خواہی کے جذبے سے خرچ کرنا، کسی شخص کے نفس کی صفائی، باطن کی طہارت اور

کرنے کے لیے دانہ ڈالتا ہے، اس کا مقصد جانور کا فائدہ کرنا نہیں بلکہ اپنا ذاتی فائدہ کرنا ہوتا ہے۔“

اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سختاوت وہ ہے جو مانگنے سے پہلے کی گئی، اور جو سوالی کے سوال پر عطا کی گئی وہ حیاء ہے اور جو مذمت سے بچنے کے لیے دیا گیا وہ عطیہ کہاں ہے“

امتِ اسلام! رمضان المبارک جو دو سٹا اور احسان و کرم کا مہینہ ہے۔ فقراء، مساکین، یتیم بیوہ اور محتاجوں کو دیکھ کر مسلمان کے دل میں ایمان کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے، ہمدردی اور مہربانی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، پھر مسلمان کا دل اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورت اور محتاجوں کی حاجات پوری نہیں کر دیتا۔

ہمارا دین اسلام اسی طرح کے کاموں میں سبقت لے جانے کی دعوت دیتا ہے اور جو دو سٹا میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیے ابھارتا ہے۔

معزز روزے دارو! سخی لوگوں کے اعمال وہ مشفق ہاتھ ہیں جنہیں اللہ

رب العزت پوری دنیا میں پھیلا دیتا ہے تاکہ دنیا کے ہر کونے میں خیرات پہنچے، یتیموں کے آنسو پونچھے جائیں، مصیبت زدوں کی دادرسی ہو بیواؤں کے ساتھ ہمدردی ہو، بچوں کی نگہداشت ہو اور اپنے علاقوں سے دھتکارے ہوئے پر شفقت ہو، مریضوں کا علاج ہو اور بے علموں کو تعلیم و تربیت ملے۔

فلسطین، شام، عراق، یمن، برما، وسطی افریقہ اور دنیا بھر میں اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی۔ جنگوں نے کتنی جانیں لے لی ہیں؟! اس بھڑکتی ہوئی گرمی نے کیا ستم ڈھادی ہے؟! فقر و قانے نے کہاں کہاں بچے کاڑ لیے؟! جلاوطنوں کی مصیبتیں کتنی دشوار ہو گئیں؟! اور ظلم و ستم نے کتنے گھر اجاڑ دیے؟! پھر معزز سخی بھائی آتے ہیں، وہ اپنے خیراتی اداروں اور مرد و خواتین کی ٹیموں کے ساتھ تنگی کے بعد آسانی پیدا کرتے ہیں، غم و حزن کے بعد خوشیاں بانٹتے ہیں، آنسوؤں کو مسکراہٹوں میں تبدیل کرتے ہیں، محبت و شفقت اور مہربانی کے ساتھ ان کے دکھوں والے

اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں۔“

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد!

برادرانِ اسلام! جب اللہ کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کی ذمہ داری عطا کرتا ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا جنت دارالسلام تک جانے کا راستہ دکھاتا ہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق اور عمر میں برکت ملتی ہے۔ اتفاق فی سبیل اللہ سے انسانی نفس خود غرض اور بخل کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

برادرانِ اسلام! جو لوگ سمجھتے ہیں کہ زیادہ خرچ کرنا سختی ہے، اور زیادہ خرچ کرنے والا سخی ہے، وہ درحقیقت غلطی پر ہیں، بلکہ سختی و حرام سے بچنے اور اپنی ملکیت میں سے خرچ کرنے کا نام ہے اور اگر مذکورہ

غلط مفہوم کو مان لیا جائے تو پھر اسراف بھی سختی و حرام ہو گا اور تنہرہ جو دو سٹا و سختی کہلائے گی۔ معاذ اللہ! آجکل جو دو سٹا کے بارے میں لوگوں کے بہت سے مفہوم غلط ہیں۔ اسلامی

شریعت اور عقل سلیم کے خلاف ہیں، ان کا عمل سراسر مذموم ناپسندیدہ فضول خرچی، غلط اتفاق اور متکبرانہ دعوت ہے۔ مختلف اقسام کے ڈھیروں کھانے دسترخوان پر سجا دیے جاتے ہیں، پھر ان لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ جنہیں ضرورت ہی نہیں ہوتی اور حاجت مندوں کو روک دیا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کا مقصد ذاتی تعریف و توصیف حاصل کرنا، فخر و غرور کا اظہار اور شہرت کا حصول ہوتا ہے۔ وہ رنگارنگ کھانے اور ناقابل بیان مقدار میں کھانے مہیا کرتا ہے اور اس کا مقصد لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جب وہ یہ واہ واہ حاصل کر لیتا ہے تو کھانے کے ڈھیر کوڑے دانوں میں پھینک دیتا ہے۔

اللہ ہمیں کفرانِ نعمت سے بچائے، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ مسلمان ممالک میں لوگ بھوک سے بلک رہے ہیں، تنگ حالی نے انھیں نیم مردہ کر دیا ہے، وہ فقر و فاقے اور محرومیوں کا شکار ہیں، اللہ اور مومن اس

پاکیزہ خون کی دلیل ہے۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔

تھوڑے کو تھوڑا سمجھ کر عطا کرنے سے کترانا نہیں چاہیے، کیونکہ محرومی سب سے کم تر ہے۔ اور زیادہ عطا کر کے زیادہ مت سمجھو کیونکہ تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اخلاص اور رحمدلی سے خرچ کرنا بڑا وسیع معانی رکھتا ہے۔ گناہوں سے بخشش اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے اور نیکی کے کام بری موت سے بچاتے ہیں، خفیہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور صلہ رحمی عمر میں برکت کا باعث ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِالْأَيْدِي وَالْأَنْفُسِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

”جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور

عید الفطر

عید کے روز

جو تیری فرقت میں ہیں پیار ان کی عید ہے
 ہے دوا جن کی ترا دیدار ان کی عید ہے
 ہے ہر ایک نیکی سے جن کو پیار ان کی عید ہے
 ہر برائی سے جو ہیں بیزار ان کی عید ہے
 رک گئے جو کھانے پینے اور ہر اک جرم سے
 وہ حقیقت میں ہیں روزے دار ان کی عید ہے
 جن کے دن گزرے تلاوت میں کلام اللہ کی
 جو رہے رمضان میں شب بیدار ان کی عید ہے
 ذکر تیرا، یاد تیری، تیرا غم، تیرا خیال
 تیری الفت میں جو ہیں سرشار ان کی عید ہے
 لب پہ گالی ہے نہ غیبت دل میں کینہ ہے نہ بغض
 صاف ستھرا ہے جن کا کردار ان کی عید ہے
 ہر طرف سے پھیر کر چہرہ جو تیرے بن گئے
 بن گیا ہے جن کا تو دلدار ان کی عید ہے
 جن کے دل میں ہے یتیموں اور یتیموں کا غم
 غم کے ماروں کے جو ہیں غمخوار ان کی عید ہے
 سقت ہی پیغام حق جو راہ حق پر چل پڑے
 رحمت حق کے ہیں حقدار ان کی عید ہے
 کام آتے ہیں جو ہر مسکین و حاجت مند کے
 رکھتے ہیں جو جذبہ ایثار ان کی عید ہے
 آنکھ پر غم، دل میں غم اپنے گناہوں پر ملال
 ہے زباں پر جن کے استغفار ان کی عید ہے
 نیکیوں کے غم میں گزرے جن کے لیام صیام
 دیکھ عاجز وہ ہیں نیکوکار ان کی عید ہے

شہر احساس بنا خلدِ نظر عید کے روز
 سج گئی حسن سے ہر راہگذر عید کے روز
 رنگ و نکہت سے مزین ہے بہشت ارضی
 پھول نکھرے ہیں بہ اندازِ دگر عید کے روز
 اوڑھ کر نور کی کرنوں کا دوپٹہ سر پر
 جملہ شرق سے نکلی ہے سحر عید کے روز
 عرشِ اعظم پہ دعاؤں نے رسائی پائی
 فضل یزداں سے کھلا بابِ اثر عید کے روز
 کارواں اتنے نگاہوں سے گلوں کے گزرے
 بن گئی کشتِ چمن دل کی ڈگر عید کے روز
 کنج زنداں میں بھی ہے کہکشاں کا عالم
 رشکِ خورشید ہے ہر روزِ در عید کے روز
 چشمِ مشتاق سرِ راہ بچھاؤ راسخ
 کیا عجب ہے کہ وہ آجائیں ادھر عید کے روز

پیامِ عید

تحریر

جناب مولانا ابوالکلام آزادؒ

خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی، اس کی نعمتوں کو جھٹلایا، اس کے احکام کی سرطانی کی، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوئی ادنیٰ چیز سے بدل دینا چاہا:

﴿كَأَلَّ اسْتَبْدِلُونَ الْيَدَىٰ هُوَ اَدْنَىٰ بِاَلَدْنَىٰ هُوَ﴾

حَنِيرٌ (البقرة: 61)

”خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو ان کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں۔“

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور زندگی کے لئے نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چُن لیتا ہے تاکہ اس کی طہارت کے لئے ذمہ دار ہوں لیکن جب ان کا وجود، زمین کی طہارت و نظامت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الہی، اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارض الہی کی طہارت کو جب داغ لگایا تو اس کی رحمتِ غیور نے ”کوہ سینا“ کے دامن کی جگہ ”بوقیس“ کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستانوں سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے۔

”اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں۔“

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا اور اس نئے دورِ اقبال کا مہینہ ”شوال“ سے شروع ہوتا تھا، اس لئے اس نے یومِ ورود کو عید الفطر کا ”بھشن ملی“ قرار دیا تاکہ افضال الہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے اور اس احسان و اعزاز کے شکرے میں تمام امتِ مرحومہ اس کے سر بسجود ہو:

﴿وَ اذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُونَ اَنْ يَّتَخَفَكُمُ النَّاسُ فَاُولَٰئِكَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِقَضَوٰةٍ وَ رَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (الانفال)

”اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ مکہ مکرمہ میں تم نہایت کم تعداد میں اور کمزور تھے اور ڈرتے تھے

بنائے گئے ”ہیکل“ کا دورِ عظمت ختم ہو چکا تھا اور وہ وقت آ گیا تھا کہ اب اسماعیل کی چُنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تختِ جلال و کبریائی بچھا دیا جائے۔ یہ نصب و عزل، عزت و ذلت، قرب و بُعد اور ہجر و وصال کے دن تھے جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا، ایک کو دائمی ہجر کی سرشتگی اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصال کی کامرانی عطا کی گئی۔ ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا، مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی، ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا:

﴿وَ صُوبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلٰلَةُ وَ الْمُسْكِنَةُ وَ بَآءُوْا﴾

یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا اور اس نئے دورِ اقبال کا مہینہ ”شوال“ سے شروع ہوتا تھا، اس لئے اس نے یومِ ورود کو عید الفطر کا ”بھشن ملی“ قرار دیا تاکہ افضال الہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے۔

يَعْصِبُ مِنَ اللّٰهِ (البقرة)

”بنی اسرائیل کو (ان کی نافرمانیوں کی) سزا میں ذلت اور محتاجی میں مبتلا کر دیا گیا اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آ گئے۔“

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (النور: 55)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے، خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جس طرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اس نے بخشی تھی۔“

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے عبادی الصالحون کی شرط لگا دی تھی، بنی اسرائیل نے

دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا وہ سب کچھ مع خدا کی نعمتوں کے اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس ماہ کے اندر بخش دیا گیا۔ یہی مہینہ تھا جس میں ارض الہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا اور یہ اس قانون الہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد علیہ السلام کو دی گئی تھی:

﴿وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء)

”اور ہم نے زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کی خلافت کے، ہمارے صالح بندے وارث ہوں گے۔“

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک ”بنی اسرائیل“ زمین کی وراثت پر قابض رہے اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے ملکوں اور ان کے خاندانوں کو تمام عالم پر فضیلت دی، ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَ اِنِّيْ فَعَلْتُ لَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ (البقرة)

”اے بنی اسرائیل! ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر انعام کیں (اور نیز) ہم نے تم کو اپنی خلافت دے کر تمام عالم پر فضیلت بخشی۔“

یہی وہ مہینہ تھا جس میں اس الہی قانون کے مطابق نیابت الہی کا ورثہ ”بنی اسرائیل“ سے لے کر ”بنی اسرائیل“ کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمانِ محبت جو خدا نے بیابان میں ”اسحاق“ سے باندھا تھا۔ وہ پیغامِ بشارت جو ”یعقوب“ کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا۔ وہ الہی رشتہ جو کوہ سینا کے دامن میں خدائے ابراہیم و احق نے ”بزرگ موئی“ کی امت سے جوڑا تھا اور سرزمینِ فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی، خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اُن کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا۔ داؤد کے

کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کر اڑا نہ لے جائیں۔ لیکن خدا نے تم کو جگہ دی، اپنی نصرت سے مدد کی، عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کر دیا اور یہ اس لئے تاکہ تم شکر ادا کرو۔“

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملی، یہ درود و ذکر رحمت الہی کی یادگار، یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا بار آور، یہ یوم کامرائی و فیروزی و شادمانی، اس وقت تک ہمارے لئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک ہمارے سرتاج خلافت سے سربلند ہونے کے لئے اور جسم خلعت نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے تھے۔ عزت و عظمت جب ہمارے آگے دوڑتی تھی، خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا اور اللہ کی بخشش ہوئی خلافت کے تحت جلال پر متمکن تھے، لیکن اب ہمارے اقبال و کامرائی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا ہے۔

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت تھیں، لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت ادوروں کیلئے مثال عبرت ہے۔ ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرائی کو ہوائے نفس کی بتلائی ہوئی راہ مذلت سے بدل لیا۔ اس کے عطا کئے ہوئے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہم کو راس نہ آیا۔ اب

ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے، عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا، ہم نے بہت سی عیدیں تخت و حکومت و سلطنت پر دیکھیں اور ہزاروں شادیوں نے سر پر خلافت کے آگے بجوائے، ہم پر صدہا عیدیں ایسی گزریں جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سربسجود تھیں اور عظمت و شوکت کے تختے اٹلے ہوئے ہمارے سامنے تھے۔ اب عید کے عیش و طرب کی مصیبت ان قوموں کو مبارک ہوں جن کی عبرت و تنبیہ کیلئے اب تک ہمارا وجود بار زمین ہے۔ ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھ خود بھی مٹ گئے۔ ہمارا اقبال جا چکا ہے، مگر ہم بذات خود اب تک دنیا میں باقی ہیں شاید اس لئے کہ غیروں کے طعنے سنیں اور اپنی ذلت و خواری پر آنسو بہا کر قوموں کیلئے وجود عبرت ہوں۔

درکار ماست نالہ و من در ہوائے او
پروانہ چراغ مزار خردیم ما

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیام تھی۔ کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صفحہ اولین تھا اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا۔ اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا ہے کہ بد اعمالیوں نے بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمالِ حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکات الہی کا مہبط و مورد بنایا؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی اہل حق عالم پر نیر و رخشاں بن کر نمودار ہوئی تھی لیکن:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا﴾ (مریم)

”پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، بس بہت جلد ان کی

پہلے اس کی بشارت کو یاد کر کے جشن مناتے تھے اور اب وہ وقت ہے کہ اس کی وعید کے نتائج کو گرد و پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا، البتہ عبرت و موعظت ایک یادگار ضرور ہے۔

گمراہی ان کے آگے آئے گی۔“

اب یہ روزِ یادگار اگر یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے۔ اگر یاد آور واقعہ ہے تو عطاء و بخشش کی فیروز مندی کے لئے نہیں، بلکہ ناقدری و کفرانِ نعمت کی مایوسی و حسرتِ سخی کے لئے..... پہلے اس کامرائی کی یاد تھا کہ ہم دولت و قبولیت سے سرفراز ہوئے مگر اب نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اس کی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں۔ پہلے اس وقت سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا جو ہمارے دولت و اقبال کا آغاز تھا اور اب اس دورِ مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے جو ہماری عزت و کامرائی کا انجام ہے۔ پہلے یکسر جشن و نشاط تھا مگر اب یکسر ماتم و حسرت، جشن تھا تو قرآن کریم کے نزول کی یادگار کا، جس نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَقْتُلُوا اللَّهَ يَجْعَلُ لَكُمْ

فُرْقَانًا﴾ (الأنفال: 29)

”مسلمانو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کے احکام سے سرتابی نہ کی تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کر دے گا۔“

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی پیش گوئی کے ظہور کا کہ: ﴿وَمَنْ أَعْوَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (طہ: 124)

”اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی، اس کی زندگی دنیا میں تنگ ہو جائے گی۔“

پہلے اس کی بشارت کو یاد کر کے جشن مناتے تھے اور اب وہ وقت ہے کہ اس کی وعید کے نتائج کو گرد و پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا، البتہ عبرت و موعظت ایک یادگار ضرور ہے: ﴿وَكَذَلِكَ أُنْزِلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾ (طہ: 113)

”ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا اس کے ذریعہ سے ان دلوں میں عبرت و فکر پیدا ہو۔“

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں، پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جائے؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں اور میں افسانہ غم چھیڑ کر آپ کے لذتِ عیش کو منقض کروں مگر یقین کیجئے کہ اپنے دلِ اندوہ پرست کی بے قرار یوں سے مجبور ہوں، قاعدہ ہے کہ ایک غمگین دل کے لئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھ کر اور کوئی وقت، غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا۔ ایک غمزہ ماں جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو، اگر عید کے دن اس کو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھ کر خوشی ہوگی تو ایک ایک کر کے اس کے گم گشتہ لحظہ جگر بھی سامنے آئیں گے۔ ایسا بد بخت جو اپنا تمام مال و متاع غفلت و بے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو، عید کے دن جب لوگوں کی زریں قابو اس اور پُر جواہر کھلوں کو دیکھے گا تو ممکن نہیں کہ اس کو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آئیں۔

حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں، دیکھتے ہیں تو بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی اتنا ہی تیز پاتے ہیں۔ شاید اس کے بعد اب منزلِ فناء پر پیش ہے۔ چراغِ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے۔ گزشتہ باتوں کی صرف ایک یادہ گئی ہے اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر ہم کو مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے؟ صبحِ فنا آگئی ہے تو شمعِ سحر کو بجھ ہی جانا چاہیے۔

جس بزمِ خیال و عظمت میں اب ہمارے لئے جگہ نہیں رہی، بہتر ہے کہ اوروں کے لئے اسے خالی کر دیں، ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے یا برے دن کاٹے اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں۔ حکمرانی کے تخت پر بھی رہے اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے۔ علم کی سرپرستی بھی کی اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے۔ جب عیش و عشرت کی بزمِ آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اب حسرت و آرزو کے غمکدے میں ہیں تو اس میں بھی ایک شانِ یکتائی رکھتے ہیں۔ زمانے نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو دیر نہ کرے لیکن گو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے بٹھائے ہوئے نقشوں کا مٹانا آسان نہ ہوگا۔

تاریخ ہم کو کبھی نہ بھلا سکے گی اور ہمارا افسانہ عبرت ہمیشہ مسافرانِ عالم کو یاد آ کر خون کے آنسو رلائے گا۔

گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرفِ غلط لیکن اٹھے بھی تو اک نقشِ بٹھا کے اٹھے رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں، میرا قلب مضطرب اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ آفتابِ عید کے اشتیاق میں خفگان انتظار کروئیں بدل رہے ہیں، مگر میری نظر جھللاتے ہوئے تارے پر ہے۔ دیکھتا ہوں رات گو تاریک ہے مگر پھر بھی ہماری اُمید کے افق پر ایک آخری ستارا جھللا رہا ہے، جن کی آنکھوں نے خشک درختوں کو کلتے دیکھا ہے، انہی آنکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب ہوتے بھی دیکھا ہے۔

ہے اور عیش و مسرت کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ جودن آتا ہے موت و فنا کا ایک پیغام لاتا ہے اور جودن گزرتا ہے حسرت و آرزو کی ایک یادگار چھوڑ جاتا ہے۔ دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے۔ لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں۔ پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی، اب خوشی کے شادمانے بھی بجتے ہیں تو ان سے دردِ اندوہ کی صداکیں سنائی دیتی ہیں۔

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے، ایک قوم پیدا ہوتی ہے بچپن کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے، یہ وقت کاروبار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہدِ نشاط ہوتا ہے۔ یہ قوم جہاں جاتی ہے، ادب و اقبال اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے، دنیا اس کے استقبال کے لئے دوڑتی ہے لیکن اس کے بعد جو زمانہ آتا ہے اس کو ”پیری و صدعیب“ کا زمانہ کہتے ہیں کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں اور چراغِ عیش و تیل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظامِ ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے، وہی زمانہ جو کل تک اس کی جوانی و طاقت کے آگے دم بخود تھا، آج اس کے بسترِ پیری کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی قانونِ خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيمُ ۝﴾ (الروم)

”اور وہ قادرِ مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا، پھر بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی۔ پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا، وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہی تمہاری تمام حالتوں کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کرنے والا ہے۔“

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا، اب ”صدعیب و پیری“ کی منزل سے گزر رہے ہیں۔ ہمارا بچپن جس قدر

دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں، عیش و مسرت کا پیام نہیں، بلکہ یادِ آرد و درد و حسرت ہیں، آہ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہے؟ کیا دنیا میں ہمیشہ نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بے خود ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں؟ بزمِ جشن کی تیاریاں کس کے لئے، جب کہ دنیا اب ہمارے لئے ایک دائمی ماتم کدہ بن گئی ہے؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائے۔ عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالئے۔ عطر کی شیشیوں کو اپنے بختِ زبوں کی طرح الٹ دیجئے اور اس کی جگہ مٹھیوں میں خاک بھر کر اپنے سرو سینے پر اڑائیے، زریں کلاہوں اور ریشمی قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے۔

ما خانہ رمیدگان ظلم
پیغامِ خوش از دیارِ ما نیست
لیکن اس ظلمِ سرائے ہستی کی ساری رونقِ انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے۔ اس لئے ممکن ہے جشنِ عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں۔

قوی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے۔ بچپن سے لے کر عہدِ شباب تک کا زمانہ ترقی و نشوونما و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے۔ ہر چیز بڑھتی ہے اور ہر قوت میں افزائش ہوتی ہے۔ جودن آتا ہے طاعتِ توانائی کا ایک نیا پیغام لاتا ہے۔ طبیعتِ جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت محمور رہتی ہے اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے، فرحت و انبساط کا ایک بہشتِ زار سامنے آ جاتا ہے۔ اس ظلمِ زارِ ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ہیں جو اگر غمگین ہوں تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے اور اگر سرور ہیں تو ہر منظر مرقعِ انبساط ہے۔ عہدِ شباب و جوانی میں آنکھیں سرسبز ہوتی ہیں اور دل جوش و امنگ سے متوالا، غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرشِ گل پر گزر رہے ہیں۔ خزاں کی افسردگی بھی سامنے ہو تو نظر آتا ہے کہ عروسِ بہار سامنے آکھڑی ہو گئی ہے۔ دل جب خوش ہو تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آئے لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے۔ طاقت جواب دے دیتی

تکبيرة القيام..... وقال مالك واحمد
وابوثور كذلك ولكن سبع في الاولى
احدهن تكبيرة الاحرام]

یعنی اس میں اختلاف ہے چونکہ صریح دلیل کسی کی
طرف نہیں، اس لیے تشدد نہیں کرنا چاہیے، کوئی تکبیر تحریمہ
سمیت سات کہے یا اس کے علاوہ۔

مکاتیب رشیدیہ میں اہل بھوپال کا جو تیرہ تکبیرات
کا تذکرہ ہے تو وہ تکبیر تحریمہ سے الگ سات کہتے تھے۔
البتہ ان بارہ تکبیرات میں تکبیر رکوع اور دوسری رکعت میں
کھڑے ہونے کے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے وہ شامل
نہیں (تکبیر قیام کے شامل نہ کرنے سے تو تکبیر تحریمہ کا
شامل نہ کرنا واضح ہوتا ہے)

تکبیر کے درمیان کیا پڑھے؟

بیہقی میں ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
عیدین میں سات اور پانچ تکبیریں ہیں اور ہر دو تکبیروں
کے درمیان اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ جبکہ ذکر معین کی کوئی
واضح روایت نہیں۔ امام عبد الجبار غزنویؒ نے اپنے ایک
فتویٰ میں لکھا ہے:

”امام ابوالقاسم رافعیؒ نے شرح وجیز میں لکھا ہے
کہ ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک آیت کے برابر ٹھہرے
جو کہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ ابن مسعودؓ کا قول اور فعل بھی
اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تخیص الحجیر
میں کہا ہے کہ طبرانی اور بیہقیؒ نے اس حدیث کو موقوف
روایت کیا ہے۔ سیدنا حذیفہؓ اور ابو موسیٰؓ سے بھی اسی طرح
نقل کیا ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ نے ”العبدۃ“ میں لکھا ہے کہ ہر
تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے اور ہر دو تکبیروں کے
درمیان اللہ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے۔ محمد بن
عبد الوہابؒ کی مختصر میں ہے کہ ہر دو تکبیروں کے درمیان
اللہ کی حمد و ثناء اور نبی ﷺ پر درود بھیجے۔ منہاج السنہ میں
ہے، لا الہ الا اللہ پڑھے، تکبیر بلند کرے اور اللہ کی
بزرگی بیان کرے یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ
الا اللہ واللہ اکبر۔ اسی طرح تحفہ شرح منہاج میں بیہقی
کے حوالے سے عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا (قولاً وفعلًا)
کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر
پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ اللہ اکبر اکبر

عید الفطر .. احکام و مسائل!

جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

اس حدیث میں بقیہ بن ولید پر کلام کیا جاتا ہے۔
تخیص الحجیر میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: امام ابن
المنذرؒ اور امام بیہقیؒ نے اس حدیث سے تکبیرات عید میں
رفع الیدین پر استدلال کیا ہے اور بقیہ بن ولید کی
موافقت ابن انحی الزہری نے بھی کی ہے۔ یوں ابن لہیعہ
اور بقیہ بن ولید کی باہم موافقت سے اس روایت کو حسن
الغیرہ تک کا درجہ حاصل ہوا۔ پھر امام بیہقیؒ و امام ابن
المنذرؒ کے استدلال اور صدیوں سے محدثین کے تعامل
سے قابل عمل ہیں اور مطلق نماز میں رفع الیدین اللہ تعالیٰ
کی تعظیم اور سنت نبوی ﷺ ہے۔

تکبیرات کی تعداد:

ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، نیل الاوطار، منہجی الاخبار
اور مشکوٰۃ میں وضاحت سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ
کی سنت بارہ تکبیرات ہیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ
دوسری رکعت میں۔

علمائے دیوبند کے سرخیل مولانا رشید احمد گنگوہی
نے بھوپال سے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا۔ (سوال
کرنے والے نے لکھا تھا کہ اہل بھوپال خلاف حنفی
مذہب تکبیرات کہتے ہیں، میں ان کی اقتداء کروں یا
نہیں؟) مولانا نے جواب دیا کہ عیدین میں جس قدر امام
وہاں کیا کرے، تم بھی باتباع اسی کے کیا کرو۔ امام
ابو حنیفہؒ تین تکبیریں (تکبیر تحریمہ سمیت) کہتے ہیں
چونکہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ تم خلاف مت کرو،
امام کی اطاعت کرو۔ ایسی صورت میں اطاعت امام
ضروری ہے۔ (مکاتیب رشیدیہ، ص ۹۶)

بارہ تکبیرات تکبیر تحریمہ کے علاوہ:

دارقطنیؒ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
”سوی تکبیرۃ الافتتاح“۔ عون المعبود میں ہے:

[فقال الشافعی هو سبع في الاولى غير
تکبيرة الاحرام وخمس في الثانية غير

عید سے متعلق چند ضروری مسائل جن کے بارے
میں عوام و خواص میں مختلف رائے یا مختلف عمل پایا جاتا ہے
عید کے موقع پر از روئے کتاب و سنت لکھے جا رہے ہیں تاکہ
استفادہ کیا جاسکے اور ممکن ہو تو اختلاف و اشتباہ دور ہو سکے۔

تکبیرات عید میں رفع الیدین:

عید کی نماز میں حالت قیام میں کچھ تکبیرات عام
نمازوں سے زائد ہوتی ہیں۔ از روئے سنت ان کی دونوں
رکعتوں میں تعداد بارہ ہے، سات پہلی رکعت میں اور پانچ
دوسری میں، ان بارہ تکبیرات میں رفع الیدین پر بعض
لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ المعنی لابن قدامہ میں ہے:

أروى ان النبي ﷺ كان يرفع يديه مع
التكبير قال احمد اما انا فاری ان هذا
الحديث يدخل فيه هذا كلا وروی ابن
عمر رضی اللہ عنہ ان کان يرفع في كل
تكبيرة في الجنازة وفي العيد. رواه الاثرم
ولا يعرف له مخالف في الصحابة]

یعنی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر
کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا
کہ یہ حدیث ہر نماز کی تکبیر کو شامل ہے اور سیدنا عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنازے اور عید میں ہر تکبیر
کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا
ابن عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف (عمل) والا کوئی نہیں ملتا۔ سیدنا
ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کو بیہقیؒ میں بھی روایت کیا گیا ہے
مگر اس میں ایک راوی ابن لہیعہ پر کلام ہے حالانکہ وہ
سنن کا راوی ہے۔ امام مسلمؒ نے بھی اس سے روایت کی
ہے بس احترام کتب کے بعد غلط سرزد ہوا، صدوق ہے۔
(تقریب الجہدیب)

اسی طرح ابوداؤد، دارقطنیؒ اور بیہقیؒ نے روایت کی
ہے کہ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو رکوع سے قبل
ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے۔

آواز سے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔ پھر امام اونچی آواز سے قرأت کرے اور مقتدی خاموش رہیں۔ بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ ق اور دوسری میں اقتربت الساعة یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں هل اناک یا پہلی میں عم یتساءلون اور دوسری میں والشمس پڑھیں پھر عام رکعت کی طرح رکعت پوری کریں۔

دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد سات تکبیروں کی جگہ پانچ تکبیریں باقی سب کچھ اسی طرح کریں جس طرح پہلی رکعت میں کیا اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیں۔ (بعد از تشہد) جب امام سلام پھیرے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے، مقتدی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ خطبہ کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر خوب گڑگڑا کر دعا مانگیں۔ (بہت خشوع و خضوع سے) یہ قبولیت کا دن اور قبولیت کا وقت ہوتا ہے..... بعد میں راستہ تبدیل کر کے گھروں کو آ جائیں۔ (عید گاہ جاتے اور آتے ہوئے اونچی آواز سے تکبیرات کہتے رہیں)۔

ضرورت مدرس

⑤ ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور کے لیے ایک مستند، محنتی تجربہ کار مدرس کی ضرورت ہے جو بخاری و مسلم شریف پڑھانے کی استعداد رکھتا ہو۔ معقول مشاہرہ، رہائش اور دیگر سہولیات دی جائیں گی۔

رابطہ: 0300-6700714

دعائے صحت

⑥ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ناظم مالیات ملک محمد اسلم آزاد کو گزشتہ روز افطاری کے وقت دل کا شدید دورہ پڑا جنہیں فوری طور پر البرکت ہسپتال گوجرہ میں لے جایا گیا جہاں وہ زیر علاج ہیں۔ جماعتی احباب سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

ضرورت ہے

⑦ لاہور کی عظیم درسگاہ کے لیے شعبہ درس نظامی و دفاق المدارس السلفیہ کی کتب پڑھانے کے لیے تجربہ کار محنتی و مشفق اساتذہ کرام کی ضرورت ہے۔

رابطہ: محمد یونس طہ - مینجمنٹ روزہ اہل حدیث

0300-4478611 - 0321-4332168

ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عورتوں کا عید گاہ جانا واجب ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اگر عورتوں کے پاس چادر نہ ہو تو اس نیک کام کے لیے سوال بھی کر سکتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ شوکت اسلام کے لیے تمام افراد کا عورتوں، بچوں سمیت عید گاہ جانا مستحب ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلے مردوں کو پھر عورتوں کو خطبہ سناتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر عورت کا عید گاہ جانا واجب ہے۔

مصنف ابی بکر نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر چادر والی عورت کا عید گاہ جانا ضروری ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مسئلے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے اور جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا تعلق ہے تو وہ عورتوں کے عید گاہ جانے کے خلاف نہیں بلکہ عورتوں کی بے جا زیب و زینت، آرائش و زیبائش اور خوشبو اور عطریات استعمال کرنے کی ممانعت میں ہے۔ (جیسا کہ یحییٰ شرح بخاری میں ہے)

عید کے بعد مصافحہ و معاافتہ:

فتاویٰ ثنائیہ میں کسی سائل نے شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے سوال کیا کہ عید کے روز لوگ مصافحہ و معاافتہ کرتے ہیں جس سے اظہار خوشی مراد ہوتا ہے اور بعض لوگوں کے دلوں میں خفیف رنجش موجود ہوتی ہے تو وہ دور ہو جاتی ہے، اس کو سنت سمجھ کر نہیں کیا جاتا۔ (بلکہ علاقائی رسم کے طور پر)

مولانا امرتسریؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مصافحہ بعد از سلام ہے۔ عید کے روز بھی بیت تحمیل سلام مصافحہ کریں تو جائز ہے۔ بیت خصوص عید بدعت ہے۔ کیوں کہ زمانہ رسالت اور خلافت میں مروج نہ تھا۔

نماز عید کا مسنون طریقہ:

باد وضو قبلہ رخ ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر اللھم باعد..... الآخر یا کوئی اور دعا افتتاح پڑھیں پھر قرأت سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں، ہر تکبیر پر رفع الیدین کر کے سینے پر ہاتھ باندھیں اور اللہ کا ذکر و تسبیح کریں پھر امام سورۃ فاتحہ بلند

والحمد لله كثيرا و سبحان الله بكرة واصيلا وصلی اللہ علی سیدنا محمد تسلیما کثیرا بھی بہتر ہے۔ اسی طرح کا قول ابن صباغ کی روش شرح زاد المعاد میں ہے۔ مولانا حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے فتویٰ دیا ہے کہ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر پڑھے یا کوئی اور ذکر کرے، سب صحیح ہے۔

خطبہ عید بعد از نماز:

نماز عید سے پہلے خطبہ خلاف سنت ہے۔ صحیحین میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ نماز سے قبل خطبہ کی بدعت مردان نے شروع کی، اسی وقت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس فعل کی سخت تردید کی اور عید گاہ سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

خطبہ عید میں کتنے خطبے؟

ابن ماجہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے، بزار میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے خطبہ کے دوران بیٹھے اور پھر اٹھ کر خطبہ دیا۔ (یعنی جمعہ کی طرح دو خطبے دیئے۔)

اسی طرح سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ عیدین کے دو خطبے پڑھے جائیں اور دونوں کے درمیان بیٹھا جائے..... ان تینوں حدیثوں کی اسناد میں کلام ہے اور یہ ضعیف ہیں مگر عیدین کے خطبہ کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اور اہل اسلام کے تعامل کو دیکھتے ہوئے ان روایتوں کی تائید کی جاتی ہے اور دو خطبے دیئے جاتے ہیں۔

عورتوں کا عید گاہ جانا:

صحیحین میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں حکم تھا کہ ہم تمام عورتوں کو (حیض والیوں سمیت) عید گاہ لے جائیں۔ عورتیں نماز میں شریک ہوں اور حیض والیاں نماز کے دوران الگ رہیں مگر دعا میں ضرور شریک ہوں۔ ایک عورت نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی (دوسری عورت) اس کو اپنی چادر میں چھپا لیا کرے۔ (مگر عید گاہ ضرور جانا چاہیے۔)

امام نوویؒ شارح مسلم نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا

عید الفطر..... تکبیر و تحلیل اور تشکر کا دن

تحریر: جناب پروفیسر عبدالعظیم جاناہ

طریقے کو قطعاً پسند نہیں کرتے۔ فطرت سلیم بھی اسے سخاوت ماننے سے انکاری ہے۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں سے ان نعمتوں کے ضیاع کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

جو شخص اس معاملے کو معمولی سمجھتا ہے۔ ریا کاری اور شہرت کے حصول کے لیے یہ جھوٹے خرچ کرتا ہے، اس شخص نے اللہ کے عذاب اور نعمتوں کے زوال کو دعوت دی ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے اور اللہ سے بخشش کا طلبگار نہ ہو، تو اللہ اسراف کرنے والوں کو اسی طرح سزا دیتا ہے اور اللہ اسراف کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اسراف کرنے والے جہنمی ہیں۔ ماہِ رمضان روزوں کا مہینہ ہے، کھانے پینے کا مہینہ نہیں۔

خبردار! اللہ سے ڈر جاؤ، اللہ تم پر رحم فرمائے۔ خرچ کرنے والا جو بھی خرچ کرتا ہے اللہ اسے بخوبی جانتا ہے۔ وہ اسے اس کا نعم البدل بھی عطا کرتا ہے۔ لہذا اللہ سے ڈرو اور بھائی کے سوال کرنے سے پہلے اسے عطا کرو۔ حاجت مندی اور فقر و فاقے کے دنوں میں لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ سائل کے ساتھ نرمی کرو، جس مال سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے اس میں کوئی خیر و برکت نہیں۔

اے مومنوں کو نجات دینے والے، ہمارے کمزور فلسطینی بھائیوں، شامی، بری، افریقی بھائیوں اور پوری دنیا کے کمزوروں کی مدد فرما۔ اے ہمارے پروردگار! اے اللہ! ان کا بدلہ لے لے۔ ان کے معاملات کا نگہبان ہو جا۔ ان کے دکھ دور کر دے۔ ان کی تکلیف ختم کر دے۔ انہیں جلد از جلد نجات عطا فرما۔ ان کے دلوں کو محبت سے جوڑ دے۔ اے اللہ! انہیں متحد کر دے، ان کی مدد فرما۔ انہیں اپنے لشکروں سے تقویت دے دے اور انہیں اپنی خاص نصرت سے نواز دے۔ آمین!

ضروری اہل

○ اکرم شی ماچھی وال ضلع وہاڑی میں جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات زیر تعمیر ہے جس کے لیے میٹرل کی ضرورت ہے اہل علاقہ اس سخاوت کے مہینہ میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فوجی منظور احمد صدر جامعہ ہذا 0332-1700268

محمد یہ کا تعلق ہے تو ہماری عید کی خوشی اس وجہ سے ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق بخشی کہ اس کے حکم سے، اُس کی رضا کی خاطر روزے رکھیں، اس لیے ہمارا اظہار کرنا بھی اسی کے حکم کے تابع ہے۔ ہماری حقیقی خوشی خدا کے حکموں کی اطاعت و فرماں برداری میں مضمر ہے، یہی وجہ ہے کہ عید کی خوشی میں ہم بعض دیگر مسلمانوں کی طرح فضول، لغو اور بے ہودہ ناچ گانے کی مجالس یا پُر تعیش دعوؤں میں منہمک نہیں ہوتے، بلکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہماری توجہ خدا کی تکبیر و تحمید اور اس کے ذکر اور شکر کی طرف پہلے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں مومنین سے ایسی ہی خوشی منانے کی توقع رکھی گئی ہے، چنانچہ جہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم دیا گیا اور روزے سے متعلق مختلف احکامات بیان فرمائے گئے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اس حکم کی غرض یہ ہے کہ تم ایک مقررہ مدت کو پورا کرو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اور تم کہ تم شکر کرو“۔ پس بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ کی منشاء و مرضی کے مطابق اس کی رضا کی خاطر روزوں کی عادت پورا کرنے کی توفیق عطا ہوئی اور اس سعادت کے ملنے پر وہی ہیں جو خوشی کے جذبات سے معمور اللہ کی تکبیر کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ہدایت بخشی اور اپنی رضا کی راہیں ان کے لیے کھولیں اور ان پر چلنے کی ہمت اور طاقت بخشی، چنانچہ رمضان میں ملنے والی سعادتوں پر نظر کرتے ہوئے ان کے دل حمد اور شکر سے لبریز ہیں اور تکبیر کے پاکیزہ وردے مومنوں کی زبانیں تر ہیں۔ آئیے اس نہایت عظمت رکھنے والے خدا تعالیٰ کی کبریائی کی اس کی توحید اور اس کی حمد کے ذکر کو اس میں پنہاں معافی و مطالب میں ڈوبتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے بلند کریں۔ اس کی تکبیر کرتے ہوئے اور سجدات شکر بجالاتے ہوئے عید کے ان ایام کو گزاریں کہ اُس کا وعدہ ہے کہ:

”اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔“

ہماری حقیقی عید اور سچی خوشی اس بات میں ہے کہ ساری دنیا ہمارے ساتھ مل کر خدا تعالیٰ کی تکبیر اور تحمید کے ذریعے شکر بجالائیں، پس اے اللہ رب العزت! تو ہمیں اپنی آنکھوں سے وہ دن دکھا کہ ساری دنیا تیری تکبیر، توحید اور حمد کے ترانوں سے گونجنے لگے۔

روح کی لطافت، قلب کا تزکیہ، بدن و لباس کی طہارت اور مجموعی شخصیت کی نفاست کے ساتھ یہ صد ہجر و انکسار بہ غایت خشوع و خضوع تمام مسلمانوں کا اسلامی اتحاد و اخوت کے جذبے سے سرشار ہو کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ بندگی اور نذرانہ شکر بجالانے کا نام عید ہے۔ رمضان کا نہایت ہی مقدس مہینہ اپنے ساتھ مخصوص غیر معمولی رحمتوں اور برکتوں سے مومنین کو فیض یاب کرتے ہوئے ہم سے رخصت ہوا اور آج عید کا مبارک دن ہے۔ خدا کے وہ بندے جو پورا ایک ماہ اس کے حکم کے تابع، اس کی مرضی کے موافق، ہر روز ایک معین وقت کے لیے کھانے پینے اور دیگر جائز اور حلال چیزوں کے استعمال سے رکے رہے آج اُس عادت کے پورا ہونے پر، اسی کے حکم سے رمضان کے روزے ختم کر کے عید الفطر منا رہے ہیں اور اس بات پر خوش ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ایک فریضہ کی ادائیگی کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہ پُر امید ہیں کہ مولا کریم اپنے بے پایاں فضل اور رحم کے ساتھ اُن کی اُن تمام مناجات کو شرف قبولیت بخشے گا جو مناجات انہیں رمضان کے خصوصی ایام میں اُس کے حضور پیش کرنے کی توفیق اور سعادت عطا ہوئی۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان عید الفطر کی خوشی اس لیے مناتے ہیں کہ رمضان کے روزوں کی بھوک، پیاس اور دوسری خصوصی پابندیوں کی قید سے نجات ملی اور اب وہ آزاد ہیں کہ جو چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں کھانے پینے اور دیگر امور میں تمام شرعی حدود و قیود کو پھلانگتے پھریں، یہ تصور جاہلانہ ہے اور رمضان اور روزہ کی حقیقی غرض و غایت سے عدم واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس قسم کے تصور کے حامل مسلمان ہی ہیں جن کے روزے ان کی زندگیوں میں ذرہ بھر بھی پاک تبدیلی نہیں کرتے، کیونکہ ان کا روزہ محض بھوکا اور پیاسا رہنے کی حد تک ہوتا ہے اور وہ ایک رسم کے طور پر اسے رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ اپنے ماحول میں ایسے لوگوں کی زندگی پر، ان کی معاشرتی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عملاً وہ رمضان میں بھی ایسے بہت سے افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے رہے ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور اُن افعال کے مرتکبین کے لیے خدا کے کلام میں سخت وعیدیں آئی ہیں، جہاں تک امت

جناب مولانا محمد منیر قمر

مقدمہ

شب قدر کی فضیلت

لیلیۃ القدر کی فضیلت:

رمضان المبارک کی جس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا اسے اللہ تعالیٰ نے تیسویں پارے کی سورۃ قدر لیلیۃ القدر (قدر والی رات) قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۚ سَلَامٌ هُوَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (القدر)

”ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور روح الامین (سیدنا جبریل علیہ السلام) اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔“

اس سورت میں نزول قرآن کی رات اور اس کے فضائل و برکات ذکر فرمائے گئے ہیں اور قرآن کریم کے اس رات میں نازل کیے جانے کی وجہ سے اس رات کو یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت کے ثواب سے بھی زیادہ ہے۔

اس رات کی تلاش اور اس میں عبادت کر کے ہزار گنا سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ”اعکاف“ کیا اور اپنی امت کے لیے اسے مشروعیت کا درجہ بخشا۔ یہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ رات چونکہ رمضان شریف کے آخری عشرہ (دس دنوں) میں سے ایک رات ہے لہذا آپ ﷺ اس رات نہ صرف یہ کہ خود عبادت کے لیے کمر بستہ ہو جاتے بلکہ اپنے اہل خانہ کو بھی اس کی ترغیب دلاتے اور جگاتے تاکہ وہ بھی اس سعادت کو سیٹھ سکیں۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم،

ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

[كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ شَدَّ الْمِئْزَرَ، وَأَخْبَأَ اللَّيْلَ وَأَيَقُظُ أَهْلُهُ]

”جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر بستہ اور چاک و چوبند ہو جاتے اور شب زندہ داری (قیام اللیل) فرماتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگا لیتے تھے۔“

جبکہ صحیح مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ]

”نبی کریم ﷺ عبادت الہی میں جتنی محنت (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں کرتے اتنی دوسرے ایام میں سے کسی میں نہیں کرتے تھے۔“

لیلیۃ القدر کی عدم تعین:

اس رات کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بطور خاص تلاش کرنے کا آپ نے حکم فرمایا۔ لیکن کسی ایک رات کی تعین نہیں فرمائی۔ جیسا کہ ابوداؤد، مسند احمد اور معجم طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ]

”لیلیۃ القدر کو تیسویں رات میں تلاش کرو۔“

ابوداؤد، مسند احمد اور مسند طحاوی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ارشاد نبوی ہے:

[تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّجًا فِيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ]

”لیلیۃ القدر کو تلاش کرو اور جو اسے تلاش کرنا چاہے اسے چاہیے کہ تیسویں رات میں تلاش کرے۔“

لیکن اس سلسلہ میں صحیح اور ساتھ ہی بنی بر احتیاط حدیث وہ ہے جو کہ صحیح بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

[تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ]

”لیلیۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاری، ابوداؤد اور مسند احمد میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[الْتِمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي خَامِسَةٍ تَبْقَى]

”اس رات کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ لیلیۃ القدر تیسویں، ستائیسویں یا پچیسویں رات ہے۔“

صحیح طبرانی، مسند احمد اور المختارۃ للفضلاء میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[الْتِمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فِي وَتْرٍ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُهَا فَنَسِيتُهَا]

”لیلیۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو میں نے وہ رات دیکھی مگر بھول گیا ہوں۔“

صحیح ابن خزیمہ و قیام اللیل مروزی میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[الْتِمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ، آخِرَ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ]

”لیلیۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کرو۔“

صحیح طبرانی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ارشاد نبوی ہے:

[الْتِمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ سَبْعًا وَعِشْرِينَ]

”لیلیۃ القدر کو رمضان کی ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔“

صحیح مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، طحاوی اور بیہقی میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[الْتِمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ]

رَمَضَانَ، وَالتَّمَسُّوْهَا فِي النَّاسِعَةِ،
وَالسَّابِعَةِ، وَالْحَامِسَةِ.]

”اسے رمضان کے آخری عشرہ میں اور اس کی بھی
نویں ساتویں اور پانچویں راتوں میں تلاش کرو۔“

صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نویں
ساتویں اور پانچویں راتوں کی وضاحت بھی کی ہے کہ اس سے
مراد اکیسویں، تیسویں اور پچیسویں راتیں ہیں۔ (اصحیح)

یہی مفہوم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ایک سابقہ حدیث کا ہے اور ایسی ہی ایک حدیث ترمذی
مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان اور شعب الایمان
بیہقی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ارشاد
نبوی ہے کہ اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش
کرو: اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور آخری
(اتیسویں) رات میں۔ (صحیح الجامع)

صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رمضان کے پہلے عشرہ کا
اعتکاف کیا، پھر ایک چھوٹے سے قہر میں دوسرے عشرہ کا
اعتکاف فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقدر کو باہر نکالا اور فرمایا:

”میں نے لیلة القدر کی تلاش میں رمضان کے
عشروں کا اعتکاف کیا، پھر عشرہ اوسط کا اعتکاف کیا،
پھر (ہاتف غیب کی طرف سے) مجھے کہا گیا کہ وہ
رات آخری عشرہ میں ہے۔ لہذا جو شخص میرے
ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرہ میں کرے
مجھے یہ رات دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی۔ اس رات
کی صبح کو میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں پانی
اور مٹی پر سجدہ کر رہا ہوں تو اس رات کو آخری عشرہ
کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

آگے راوی حدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ

”اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت کھجور کے
پتوں کی تھی۔ لہذا بارش کا پانی مسجد میں ٹپکتا رہا اور
میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا ہے کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی
مبارک پر پانی اور مٹی (گارے) کے آثار نمایاں
تھے (یعنی نیکی جگہ پر) سجدہ کرنے کی وجہ سے
پیشانی پر مٹی لگی ہوئی تھی۔“

وتلاوت کے دوران علم ہو جائے کہ یہی رات لیلة القدر
ہے تو اسے چاہیے کہ بکثرت یہ دعا کرے:

[اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ
عَنِّي.]

”اے اللہ! تو بڑا عفو و کرم اور معاف کرنے والا
ہے اور معاف کرنے کو محبوب رکھتا ہے مجھے بھی
معاف فرمادے۔“

کیونکہ ترمذی نسائی (فی الکبریٰ) وابن ماجہ مسند
احمد، بزار اور مستدرک حاکم میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

[اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ
فِيْهَا؟]

”اللہ کے رسول! اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی
رات لیلة القدر ہے تو میں کیا دعا کروں؟“
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا سکھائی تھی۔

اختفاء لیلة القدر کی حکمت و مصلحت:

صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، مسند احمد کی سیدنا
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یہ بات گزری ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے یہ رات بتائی گئی تھی (کہ
کونسی ہے) پھر بھلا دی گئی۔“

اب سوال یہ ہے کہ جب پہلے اس رات کی تعیین کر
دی گئی اور بتا دیا گیا کہ وہ رات فلاں ہے، پھر آپ کو اس
کے بھلا دیئے جانے میں آخر کیا حکمت الہی پہنچی تھی اور
اس میں اللہ والوں کی کیا مصلحت پوشیدہ تھی؟ اس سوال کا
جواب اشارۃً خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں موجود
ہے کہ اس کا بھلا دیا جانا ہی مسلمانوں کے لیے بہتر تھا۔
خیر و بھلائی سے بڑھ کر اور مصلحت کیا ہو سکتی ہے؟

چنانچہ صحیح بخاری شریف، دارمی، بیہقی، مسند احمد اور
موطا مالک: [ولکن عن انس وصوب ابن
عبدالبر اثبات عبادہ] میں سیدنا عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

[خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ
فَقَلَّاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ:
”خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ،
فَقَلَّاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرَفَعْتُ وَعَسَى أَنْ

اس حدیث شریف میں لیلة القدر اکیسویں رات
ہونے کا تذکرہ ہے جبکہ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی،
بیہقی، دارقطنی، حمیدی، طحاوی، صحیح ابن حبان، ابن خزیمہ، مسند
احمد میں سیدنا زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے
سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا اور کہا کہ تمہارے
بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ جو شخص سال بھر کی ہر
رات کو قیام کرے وہ لیلة القدر کو پالے گا۔ تو سیدنا
ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اللہ ان پر رحم فرمائے) انہیں یہ معلوم
ہے کہ یہ رات رمضان میں اور رمضان کے بھی آخری
عشرہ میں بلکہ ستائیسویں رات ہے لیکن وہ چاہتے ہیں کہ
لوگ (یہ جان لینے کے بعد) کہیں اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ
جائیں (لہذا سال بھر کے قیام اللیل کا مشورہ دیتے ہیں)
اور پھر سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بلا استثناء (یقینی انداز
سے ان شاء اللہ کہے بغیر) حلفیہ (قسم کھا کر) کہا کہ وہ
رات ستائیسویں رمضان کی رات ہے اس پر سیدنا زر بن
حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا اے ابومنذر!
یہ بات اتنے یقین کے ساتھ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ تو
انہوں نے کہا:

[بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.]
”اس علامت یا نشانی کی بنا پر کہ جو ہمیں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے کہ اس رات کے بعد صبح
کو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاعیں
(نہیں) ہوتیں۔“

یہ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث ہیں
جن میں سے بعض میں اکیسویں رات کو بعض میں تیسویں
یا پچیسویں یا ستائیسویں رات کو اور بعض نے اتیسویں
رات کو لیلة القدر قرار دیا ہے۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشادات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ احوط (سب سے
زیادہ مبنی بر احتیاط) عمل یہ ہے کہ آخری عشرے کی سبھی
راتوں کو قیام کیا جائے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو اور ان
طاق پانچ راتوں میں سے ہی ایک وہ رات ہے۔

شب نزول قرآن کی دعا:

یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ اگر کسی
خوش نصیب کو رمضان شریف میں قیام اللیل یا ذکر

صلوٰۃ العید کا حکم ۔۔ کھلے میدان یا مسجد میں!

جناب مولانا محمد عبدالہادی العمری

ضروری ہے کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو کر خواتین کے قریب آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کرے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ ان کا حق ہے، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔

بعض علماء کرام نے اس کا ایک سبب یہ بتایا ہے کہ شاید عید میں لوگ زیادہ ہوتے اور کثیر جمع کی وجہ سے خواتین کو امام کا خطبہ آسانی سے سنائی نہیں دیتا کیونکہ وہ پیچھے ہوا کرتیں، اس لئے انہیں بھی وعظ و نصیحت کرنے کے لئے امام وہاں قریب چلا جاتا، لیکن لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر خطبہ میں خواتین کو بھی کچھ ہدایات اور وعظ و نصیحت کی باتیں بتا دی جائیں تو کافی ہو جائے گا۔

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عید کے مسئلہ میں سنت یہ ہے کہ نماز عید گاہ میں ادا کی جائے، اس سلسلہ میں علماء کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

امام بغویؒ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ امام عیدین کی نماز کے لئے باہر عید گاہ جائے سوائے اس کے کہ کوئی عذر ہو، اس وقت مسجد میں نماز عید ادا کی جا سکتی ہے۔ (شرح السنہ: ۴/۲۹۴)

امام نوویؒ نے شرح مسلم میں مذکورہ پہلی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کہا ہے کہ نماز کے لئے عید گاہ جانا مستحب ہے اور یہ کہ عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا مسجد کے مقابلہ میں افضل ہے اور اسی پر بیشتر علاقوں کے مسلمانوں کا عمل ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز عید کھلی جگہ میں ادا کرنا مستحب اور افضل ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اس پر ہمیشہ عمل کیا ہے، حالانکہ عام حالات میں آپ کی مسجد نبویؐ میں نماز کی فضیلت زیادہ ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری: ۲/۳۵۰)

امام ابن حزمؒ نے فرمایا کہ نماز عیدین میں سنت یہ ہے کہ عید گاہ میں ادا کی جائے، ہر علاقہ کے لوگ سورج طلوع ہونے کے بعد کھلے میدان میں پہنچیں۔ (مکلی: ۱۵۵)

اگر کسی وجہ سے عید گاہ جانا مشکل ہو جائے جیسے بارش وغیرہ کی وجہ سے تو مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے جیسے

بھی کیا کرتے۔ (بخاری: ۲/۲۹۰، مسلم: ۳/۲۰۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے اور آپ کے سامنے برچھا (لکڑی) رکھ دی جاتی سترہ کے طور پر، کیونکہ نماز عید کھلی جگہ میں ادا کی جاتی جہاں کوئی دیوار وغیرہ نہ ہوتی۔ (بخاری: ۵۴۱/۵، مسلم: ۵۵۰/۲)

سیدنا براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ عید الاضحیٰ کے موقع پر بیعت کی طرف تشریف لے گئے جہاں نماز عید ادا کی جاتی تھی وہاں آپ نے دو رکعات نماز ادا فرمائی، پھر ہماری طرف رخ کر کے آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آج کا دن (بقر عید کے موقع پر) پہلے ہم نماز ادا کرتے ہیں، پھر واپس جا کر جانور ذبح کرتے ہیں، لہذا جس نے بھی اسی طرح عمل کیا، اس نے سنت پر عمل کیا۔ لیکن جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا گویا اس نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت فراہم کرنے میں جلد بازی کی، قربانی سے اس کا تعلق نہیں۔ (بخاری: ۱۷۲۰/۲)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے کبھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عید ادا کی ہے؟ کہا: ہاں۔ آپ کے ساتھ ایک علم (جھنڈا) لے جایا گیا اس جگہ جہاں اس وقت کثیر بن صلت کا گھر ہے۔ (یہ گھر بعد میں بنایا گیا) وہاں آپ نے نماز ادا فرمائی، خطبہ ارشاد فرمایا پھر آپ عورتوں کی جگہ تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ سیدنا بلالؓ تھے، آپ ﷺ نے انہیں بھی وعظ و نصیحت کی باتیں کیں اور صدقہ و خیرات کی ترغیب دلائی۔ میں نے دیکھا کیونکہ میں کم عمر تھا، اس لئے وہاں پہنچ گیا کہ خواتین اپنے ہاتھوں سے سیدنا بلالؓ کے کپڑے میں چیزیں ڈال رہی تھیں۔ (بخاری: ۲/۳۷۳، مسلم: ۱۸۰۲)

صحیح مسلم میں ابن جریج کی روایت میں مذکور ہے کہ میں نے عطاء سے دریافت کیا کہ امام کے لئے کیا ہے

عیدین کے موقع پر مسنون یہ ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کے مسلمان کھلے میدان (عید گاہ) میں نماز عید ادا کریں جس میں بہت سے روحانی، مادی، دینی اور دنیوی ہر طرح کے فائدے ہیں۔ صرف خاص مجبوری کی حالت میں نماز عید مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔

نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ سال میں دو مرتبہ اپنے اپنے علاقہ کے تمام مسلمان مرد، عورتیں اور بچے ذکر الہی میں مصروف باہمی اخوت و مودت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک میدان میں جمع ہوں۔ ایک امام کے پیچھے صف بستہ ہو کر نماز ادا کریں۔ اکٹھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ باہم شکر و بارگاہ رب العالمین میں دعا کریں جس سے یقیناً انہیں حقیقی مسرت اور خوشی حاصل ہوگی اور اقوام عالم کو مسلمانوں کی عید کی پاکیزگی اور روحانی عظمت کا علم ہوگا کہ دیگر قوموں کے مقابلہ میں ہماری عید کا تصور کتنا پاکیزہ اور بلند ہے۔ اسی مناسبت سے مسلمانوں کو انہیں درپیش مسائل سے آگاہ کیا جا سکتا ہے اور اسی موقع پر صدقات و خیرات جمع کئے جا سکتے ہیں تاکہ مفلس اور تنگدست لوگوں کی دلجوئی کی جا سکے اور انہیں بھی خوشی میں شامل کیا جا سکے۔

چند احادیث کا حوالہ:

سیدنا ابوسعید الخدریؓ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی ادائیگی کے لئے عید گاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلے نماز ادا کی جاتی، پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو کر خطبہ دیتے بلکہ لوگ اپنی اپنی جگہ صفوں میں بیٹھ رہتے اور آپ انہیں وعظ و نصیحت کرتے اور جس چیز کے متعلق حکم دینا ہوتا دیا کرتے اور حسب ضرورت محاذ پر لشکر بھیجتے یا ان کے لئے مناسب ہدایات جاری فرماتے، پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔ سیدنا ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ اسی طرح لوگ آپ کے بعد

کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ عید کے دن بارش کی وجہ سے کھلے میدان میں نماز ادا کرنا مشکل ہو گیا تو مسجد میں ہی ادا کر لی گئی، حالانکہ کھلے میدان میں ادا کرنا افضل ہے۔

علامہ عینی حنفیؒ نے صحیح بخاری کی حدیث جو سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز عید باہر کھلی فضاء میں ادا کی جائے اور صرف ضرورت کے موقع پر مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔ (۲۸۰:۶)

فتاویٰ ہند یہ ۱۱۸:۱ میں ہے کہ میدان میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے چاہے مسجد بڑی اور کشادہ ہی کیوں نہ ہو اور یہی درست رائے ہے۔

امام مالکؒ سے مروی ہے کہ نماز عید مسجد میں نہیں بلکہ سنت رسول ﷺ کے مطابق عید گاہ میں ادا کرنا چاہیے کیونکہ یہی نبی ﷺ کا ہمیشہ معمول رہا اور پھر آپ کے بعد ابتدائی خلافت میں اسی پر عمل ہوتا رہا۔ (المدونہ ۱: ۱۷۱)

امام ابن قدامہ حنبلیؒ نے فرمایا کہ سنت کے مطابق نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جانی چاہیے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور امام اوزاعی اور علماء احناف نے اس کو ترجیح دی اور یہی ابن المذہب کا بھی قول ہے۔ بعض شوافع کے برخلاف جنہوں نے کہا کہ مسجد میں گنجائش زیادہ ہو تو اسی میں پڑھنا بہتر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود مدینہ کے باہر جا کر نماز ادا فرماتے۔ یقیناً نبی کریم ﷺ کا عمل ہی سب سے افضل اور بہتر ہے اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی بات افضل نہیں قرار دی جاسکتی۔ نبی ﷺ سے سوائے کسی عذر کے نماز عید مسجد میں ثابت ہی نہیں، اسی کے مطابق مختلف علاقوں کے مسلمانوں نے ہر دور میں عمل کرنے کی کوشش کی۔ (المغنی ۲: ۲۹۹)

علامہ ابن الحاج نے فرمایا کہ نماز عیدین کے متعلق سنت یہ ہے کہ عید گاہ میں ادا کی جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود یہ ارشاد فرمایا کہ ”میری مسجد میں نماز کی فضیلت دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔“ لیکن آپ کی بیان کردہ اس فضیلت کے باوجود آپ ﷺ خود باہر تشریف لے جاتے، لہذا یہی

درست اور مسنون طریقہ ہے۔ مالکی مذہب کے مطابق بلا عذر مسجد میں نماز عید بدعت ہے۔ (المدخل ۲: ۲۸۳) ائمہ اربعہ، مشہور علماء اور جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق نماز عیدین سوائے عذر اور مجبوری کے کھلی جگہ میں ادا کی جانی چاہیے بلکہ امام شافعیؒ نے ایسی چھوٹی اور تنگ مسجد جو تمام نمازیوں کے لئے ناکافی ہو اس میں نماز عید ادا کرنے کو مکروہ کہا ہے۔

عید کے مبارک موقع پر رسول اکرم ﷺ کی ہدایت ہے کہ خواتین اور بچے بھی عید گاہ جائیں۔ یقیناً فیملی کے بغیر خوشی کا تصور ناقص اور عید کی مسرتیں ادھوری رہتی ہیں، اسی لئے ان خواتین بھی عید گاہ جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے اتنی تاکید کی کہ اگر کوئی عورت حالت حیض کی وجہ سے نماز نہ پڑھنے کی حالت میں ہوتی ہو تب بھی اسے گھر میں رہنے کی اجازت نہیں، وہ عید گاہ جائے، نماز نہ پڑھے لیکن اس پر مسرت دن کی خوشی میں شریک اور دعاء خیر میں شامل ہو اور ایسی خاتون جو اتنی مجبور ہو کہ برقع یا چادر بھی پاس نہ ہو تو اسے بھی پیچھے رہنے کی اجازت نہیں بلکہ وہ اپنی پہلی سے مستعار لے کر عید گاہ جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کے قریب جا کر وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عمر رسیدہ، حائضہ اور پردہ نشین خواتین کو عید گاہ کی طرف لے جایا جائے۔ البتہ حائضہ نماز نہیں ادا کریں گی لیکن خوشی اور دعاء خیر میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوں گی۔ اگر کسی کے پاس اپنی چادر نہ ہو، حجاب کے لئے تو اپنی کسی بہن سے لے کر جائے۔ (بخاری ۹۸۰، مسلم ۳: ۲۰)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہر خاتون کے لئے یہی مناسب اور درست ہے کہ وہ عیدین کے لئے نکلے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۲: ۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہل و عیال میں سے جن جن کو ممکن ہوتا عیدین میں عید گاہ لے جاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۲: ۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے اہل خانہ کو عید گاہ لے جاتے

تھے۔ (ابن ماجہ ۱: ۹۰)

خواتین کو نماز کے لئے جانے کے یہ آداب بتائے گئے کہ باپردہ ہو کر بغیر کسی خوشبو کے استعمال کے جائیں۔ (مسلم ۱۸۳: ۱)

امام شوکانیؒ نے اس مسئلہ میں تفصیلی بحث کے بعد فرمایا: صحیح احادیث یہ فیصلہ دے رہی ہے کہ عورتوں کے لئے عیدین میں عید گاہ جانا مشروع ہے۔ اس بارے میں شادی شدہ، کنواری، بوڑھی یا جوان اور حائضہ وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں۔ سوائے کوئی خاص عذر جیسے عدت میں کوئی ہو یا اس کے نکلنے سے کوئی خطرہ یا قنڈکا ڈر ہو۔ ورنہ جملہ مسلمان عورتوں کو عید گاہ جانا مشروع ہے اور جن لوگوں نے عورتوں کے عید گاہ میں جانے کو مکروہ کہا ہے، یہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں اپنی فاسد رائے کو ترجیح دینے کے مترادف ہے۔

علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی معرکہ الاراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں کھلے میدان میں عیدین کی نماز ادا کرنے کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہر قوم کا طریقہ ہے کہ مختلف مناسبتوں پر اپنی شان و شوکت اور خوشی و مسرت کے اظہار کے لئے باہر نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے سال میں دو مناسبتیں رکھیں لیکن ان کی اس خوشی کے ساتھ نماز، تکبیرات، خطبہ اور صدقہ و خیرات کا اضافہ کیا گیا تاکہ دنیوی اور مادی خوشی کے ساتھ روحانی تزکیہ اور شعائر دین کی عظمت کا احساس بھی رہے۔ اس لئے اس موقع پر مستحب ہے کہ گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ بچے، پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتیں بھی نکلیں گو کہ وہ نماز نہیں پڑھیں گی لیکن دعاء خیر میں شامل ہوں گی۔ شوکت اسلام کے اظہار کے لئے نبی کریم ﷺ عید گاہ جاتے اور واپس آتے ہوئے راستہ بدلتے تاکہ ہر طرف کے لوگ عظمت اسلام کا مشاہدہ کر سکیں۔

کورس تجوید و قراءت

آئیے! تجوید قراءت کورس گھر بیٹھے پاس کریں۔ طلبہ و طالبات کا ناظرہ قرآن اور پرائمری پاس ہونا لازمی ہے۔ حافظ قرآن کو ترجیح ہوگی۔ کورس کی تکمیل پر ”سند تجوید قراءت“ دی جائے گی۔ معلومات کے لیے:

ڈاکٹر پروفیسر محمد عباس طور تاندلیا نوالہ فیصل آباد

0333-8382427

فطرانہ

جناب حافظ شبیر صدیقی

صدقہ فطر میں جنس یا قیمت؟

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے پاکیزہ زندگی بسر کریں۔ اگر ان سے کوئی کمی و کوتاہی ہو جائے تو جہاں اس کے ازالے کے لیے توبہ و استغفار کو رکھا ہے وہیں ازالے کے طور پر بعض عبادات کو بھی اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار دیا ہے، مثلاً: فرض نمازوں میں جو کمی و کوتاہی ہو جاتی ہے اس کے ازالے کے لیے نوافل کو مشروع قرار دیا ہے۔ قیامت کے دن اس کی کوتاہی کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ بعینہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کے ازالے کے لیے صدقہ فطر کو مقرر فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَفَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ الْغُلُوِّ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسْكِينِ۔ [ابوداؤد]

”رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا تاکہ روزے دار کو لغو اور بے ہودہ اقوال و افعال سے پاکیزگی حاصل ہو جائے اور مسکینوں کو طعام حاصل ہو۔“

احادیث میں صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع منقول ہے جو نماز عید سے پہلے پہلے ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔ صدقہ فطر گھر کے تمام افراد کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان غلام ہے تو اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری: 1503)

صدقہ فطر کے حوالے سے ہمارے اس مضمون کا موضوع دو اہم سوال ہیں: ① صدقہ فطر میں صرف جنس ہی ادا کی جائے یا رائج الوقت جنس کی قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے؟ ② صدقہ فطر شوال کا چاند نظر آنے کے بعد ہی ادا کیا جائے یا پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کے بارے میں علماء میں دو طرح کا موقف پایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں طرح کا موقف بیان کرنے کے بعد موجودہ دور کے اعتبار سے مسئلے کا حل پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

پہلا موقف: صدقہ فطر ادا کرنے کے حوالے سے پہلا موقف یہ ہے کہ جن غذائی اجناس کا احادیث میں ذکر ہے وہ ہی ادا کی جائیں۔ پھر بعض کا کہنا ہے کہ صرف وہی اجناس ہی نہیں بلکہ جس علاقے میں جو جنس بطور غذا استعمال ہوتی ہو، وہ ادا کی جاسکتی ہے۔ اس موقف کے قائلین کا کہنا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اجناس ہی میں سے صدقہ فطر ادا کیا جاتا تھا، اس لیے نقدی کے بجائے اجناس ہی میں سے کوئی جنس ادا کی جائے۔ دلیل کے طور پر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

لَكُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔ [البخاری: 1506]

”ہم صدقہ فطر ایک صاع کھانا یا جو، کھجور، پنیر یا منقہ میں سے ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

اسی طرح ایک روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں:

لَفَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ۔ [صحیح البخاری: 1503]

”رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو بطور صدقہ فطر ادا کرنا فرض فرمایا ہے۔“

اس موقف کو اپنانے والے علمائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ صدقہ فطر میں مذکورہ اجناس میں سے کوئی جنس ہی ادا کی جائے، البتہ جس کو صدقہ دیا گیا ہے وہ چاہے تو جنس کو چھ کر قیمت وصول کر سکتا ہے۔

دوسرا موقف: دوسرا موقف یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی میں اصل تو اجناس ہی ہیں، البتہ اگر نقدی کی صورت میں ادا کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ اس موقف

کے قائلین نے اپنے اس موقف کے اثبات میں جو دلائل بیان کیے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

① روایات میں جن اجناس کا ذکر آیا ہے وہ تعین کے طور پر نہیں بلکہ تمثیل کے طور پر انھیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ مدینہ میں خوراک کے طور پر زیادہ تر یہی چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ اس کی دلیل سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالْتَمَرُ۔ [صحیح البخاری: 1510]

”(ان دنوں) ہمارا کھانا جو، منقہ، پنیر اور کھجور ہوتا تھا۔“ جب یہ بات ثابت ہے کہ ان اجناس کے علاوہ کوئی اور جنس بھی ادا کی جاسکتی ہے جیسے چاول وغیرہ تو پھر ضرورت کے پیش نظر نقدی بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

② صدقات کی ادائیگی میں اصل چیز مال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَنْ مَنَ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ (التوبة: 103)

”ان کے مالوں سے صدقہ لیجیے۔“

مال میں اصل سونا، چاندی اور موجودہ کرنسی وغیرہ ہے، البتہ مختلف اجناس پر جو مال کا لفظ بولا جاتا ہے وہ مجازاً ہے۔ لہذا اللہ کے نبی ﷺ نے اجناس کا جو ذکر فرمایا تھا، وہ آسانی سے ادائیگی اور تکلیف سے بچنے کی نیت سے تھا۔ اس لیے کہ اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجناس میں سے صدقہ فطر ادا کرنا آسان تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جب دو معاملات میں اختیار دیا جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ آسان معاملے کو اختیار کرتے۔ (صحیح البخاری: 3560)

③ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زکاۃ میں نقدی وصول کرنا ثابت ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی صحیح میں باب قائم کیا ہے: فَبَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكَاةِ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمۃ الباب میں اور اس کے تحت جو احادیث درج کی ہیں ان سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ صدقہ فطر اور زکاۃ میں نقدی ادا کی جاسکتی ہے۔ مزید معلومات کے لیے مطالعہ کیجیے: صحیح البخاری مع فتح الباری۔ ابن رشد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”امام بخاری رضی اللہ عنہ کا احناف کی سخت مخالفت کرنے کے باوجود اس مسئلے میں ان کی موافقت کرنا صرف قوی دلائل کی وجہ سے ہے، یعنی اس بارے میں ایسی نصوص موجود ہیں جو امام بخاری رضی اللہ عنہ

ایک دو دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کر دیا جائے۔ مستحق افراد عید الفطر کے دن اسی صورت میں مستغنی ہوں گے جب ان کو پہلے ہی صدقہ دے دیا جائے گا تاکہ وہ اپنی ضروریات کی اشیاء خرید سکیں۔

صدقہ فطر کسے اور کتنا دیں؟

صدقہ فطر کسے دیں؟ اس بارے میں علماء میں دو طرح کا موقف پایا جاتا ہے۔ پہلا موقف یہ ہے کہ جو مصارف زکاۃ ہیں صدقہ فطر کے بھی وہی مصارف ہیں۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ صدقہ فطر صرف مساکین اور محتاج افراد کو دیا جائے۔ علماء کی اکثریت نے اسی دوسرے موقف کو اپنایا ہے، اس لیے کہ حدیث میں صرف مساکین ہی کا تذکرہ ہے۔ دوسرا موقف ہی بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ صدقہ فطر کا مقصد محتاج اور تنگ دست افراد کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنا ہے نہ کہ ان تمام مصارف کو جن کا ذکر زکاۃ کے ضمن میں ہوا ہے۔

نقدی کی صورت میں صدقہ فطر کتنا ادا کریں؟ اس حوالے سے جب ہم ایک صاع حجازی کو وزن کی صورت میں لاتے ہیں تو یہ تقریباً اڑھائی کلو وزن بنتا ہے۔ اب جو شخص جس جس کا استعمال زیادہ کرتا ہے اس کے حساب سے ہی صدقہ فطر کی ادائیگی کرے گا۔ مثلاً: اگر کسی کے گھر میں چاول کا استعمال زیادہ ہوتا ہے تو وہ اڑھائی کلو چاول کی جتنی قیمت بنتی ہے وہ ادا کریں گے۔ جو افراد گندم کا زیادہ استعمال کرتے ہیں وہ اڑھائی کلو گندم کی قیمت ادا کریں گے۔ موجودہ ریٹ کے مطابق اڑھائی کلو گندم کی قیمت سو روپے بنتی ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رہے کہ اڑھائی کلو گندم کی جتنی قیمت بنتی ہے اتنی قیمت ہی ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی اس سے زیادہ ادا کرنا چاہتا ہے تو ادا کر سکتا ہے۔ مثلاً: اگر کوئی سو روپے کی بجائے 500 روپے ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ﴾ (البقرة: 184) ”پھر جو شخص خوشی سے کوئی نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔“ معنی یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے زیادہ رقم ادا کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب



جماعت کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر شوال کا چاند نظر آنے کے بعد ادا کیا جائے اور دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ایک دو دن پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں موقف نقل کرتے ہیں۔

پہلا موقف: پہلا موقف یہ ہے کہ صدقہ فطر شوال کا چاند نظر آنے کے بعد ادا کیا جائے گا۔ پھر اس موقف کے قائلین میں بھی دو طرح کا موقف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ چاند نظر آنے کے فوری بعد صدقہ فطر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس دیگر علماء کا کہنا ہے کہ طلوع فجر کے بعد ادا کیا جائے گا۔ بہر حال اس بات میں سب متفق ہیں کہ شوال کا چاند نظر آنے سے پہلے صدقہ فطر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ (فتح الباری: 3/368) ان کا کہنا ہے کہ اس صدقہ کو صدقہ فطر کہا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ صدقہ فطر اسی وقت ادا کیا جائے جب رمضان کے روزے رکھنے بند کر دیے جائیں۔

دوسرا موقف: اس بارے میں دوسرا موقف یہ ہے کہ جس طرح زکاۃ سال پورا ہونے سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے اسی طرح صدقہ فطر بھی وقت سے پہلے ادا کیا جاسکتا ہے۔ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کہتے ہیں: زکاۃ فطر میں فطر کی طرف اضافت سے اس بات پر دلالت لینا درست نہیں کہ صدقہ فطر شوال کا چاند نظر آنے کے بعد ہی ادا کیا جائے بلکہ اس کے لیے الگ ایک دلیل کی ضرورت ہے۔ (فتح الباری: 3/368) شوال سے ایک دو دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کرنے کے بارے میں صریح نص سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ وہ عید سے ایک یا دو دن قبل صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے۔ (صحیح البخاری: 1511) اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلیل ہے کہ جس میں شیطان کے پکڑے جانے کا ذکر ہے۔ نبی ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری صدقہ فطر کے سامان کا جو ڈھیر تھا اس پر لگائی تھی۔ (صحیح البخاری: 2311)

محترم قارئین! صدقہ فطر کب ادا کر دینا چاہیے؟ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے انتہائی وقت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی پہلے ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: لَأَغْنُوهُمْ عَنِ الطَّلَبِ فِي هَذَا الْيَوْمِ پر عمل بھی اسی صورت ممکن ہو سکتا ہے جب

نے بھی احناف کے اس موقف میں موافقت اختیار کی ہے۔“ (فتح الباری: 3/312)

⑤ صدقہ فطر کا مقصد فقراء و مساکین کی ضروریات اور حاجات کو پورا کرنا ہے۔ اجناس کی نسبت نقدی کی صورت میں صدقہ فطر ادا کرنے سے فقراء و مساکین کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

راہ اعتدال

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ جس میں ایک موقف کو رائج اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ صدقہ فطر میں صرف اجناس ہی دی جائیں یا نقدی بھی دی جاسکتی ہے، یعنی یہ مسئلہ یونہی ہے جیسے کوئی شخص موجودہ سفری سہولیات کے پیش نظر دوران سفر روزہ رکھ لے تو بھی درست اور اگر ترک کر دے اور بعد میں رکھ لے تو بھی اسے کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے ہم طرفین کے دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ دور میں پائی جانے والی اس پیچیدگی کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس میں عوام الناس کی اکثریت ابھی ہوئی نظر آتی ہے۔

طرفین کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ابتداءً اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نص صریح کو بنیاد بنا کر صدقہ فطر کے طور پر کوئی جنس ادا کرتا ہے تو اس کا یہ عمل درست ہے جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص دوسرے موقف کو اپناتے ہوئے نقدی کی صورت میں صدقہ فطر ادا کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بڑے بڑے ائمہ و محدثین نے بھی اس موقف کو اپنایا ہے جن میں حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمہم السلام فرہست ہیں۔ امام ابن تیمیہ کسی حاجت اور مصلحت کے پیش نظر نقدی کی صورت میں زکاۃ فطر ادا کرنے کو جائز کہا ہے اور اس کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ: 82/25)

بہر حال اس معاملے میں وسعت موجود ہے۔ اگر کوئی نقدی کی صورت میں صدقہ فطر ادا کرتا ہے تو درست ہے۔

صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟

صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟ اس حوالے سے بھی علماء میں دو طرح کا موقف پایا جاتا ہے۔ علماء کی ایک

یہی تشریح کرتے ہیں۔ (شرح مسلم، امام نووی: ۱۸۶/۳)

ان روزوں کے فوائد

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ماہ رمضان کے بعد ماہ شوال کے چھ روزوں سے سارے سال روزوں کے التزام کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے، ایسا کیوں ہے؟ اس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

① ماہ شعبان اور ماہ شوال کے روزوں کی حیثیت فرض نمازوں کے آگے پیچھے پڑھی جانے والی سنن و نوافل کی سی ہے۔ سنت نمازوں کی مشروعیت کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ بندے کی فرض نمازوں میں پائے جانے والے خلل و نقص کی تلافی و تدارک کے لیے رکھی گئی ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ بروز قیامت نفل عبادات کے ذریعہ فرائض کی تکمیل و اتمام کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے دیکھئے تو اکثر لوگوں کے فرض روزوں میں کچھ نہ کچھ خلل یا کمی واقع ہو ہی جاتی ہے، چنانچہ ان روزوں کے ذریعہ سے اس نقص و خلل کو رفع کرنے کا نسخہ مشروع ہوا ہے۔

② رمضان کے بعد شوال میں بھی روزوں کا التزام کرنا دلیل ہوتا ہے کہ بارگاہِ ایزدی میں رمضان کے فرض روزے قبول کر لیے گئے۔ قرآن و حدیث کی نصوص میں جا بجا یہ اصول ملتا ہے کہ اللہ رب العزت اگر بندہ کے کسی نیک عمل کو مقبول بنا لیتے ہیں تو مزید اس کی توفیق دیتے ہیں۔ اس لیے بعض علمائے دین فرماتے ہیں کہ کسی نیکی کا ثواب یہی ہے کہ اس کے بعد اگلی نیکی کی توفیق مل جائے۔ ایک نیکی کے فوراً بعد دوسری نیکی کرنا پہلی نیکی کے قبول کی علامت ہے۔ بالکل اسی طرح ایک نیکی کے بعد برائی کا ارتکاب کرنا علامت ہوتا ہے کہ سابقہ نیکی شرف قبولیابی سے محروم رہی ہے۔

③ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان میں روزے رکھنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن خود رمضان المبارک میں ارتکاب کی گئیں کوتاہیوں کی مغفرت کا ایک مؤثر ترین و کارگر وسیلہ شوال کے روزے ہیں۔ رمضان کے روزہ داروں کے اجر کو عید الفطر کے دن بانٹا جاتا ہے کہ اس دن کو انعام کا دن (یوم الجوائز) بھی کہا گیا ہے۔ اب عید الفطر کے بعد پھر روزہ رکھنا اس نعت و اجر پر شکرگزاری کی دلیل ہے۔ واضح رہے کہ

ماہ شوال کے احکام و مسائل!

ان روزوں کی فضیلت

سیدنا ابویوب انصاریؓ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ نے ان روزوں کو صیام دھر یعنی پورے سال کے روزوں کے برابر قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ کی ایک روایت سے صیام دھر کی تفسیر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھتا ہے تو یہ پورے سال جیسا ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (الانعام: ۱۲۰)

”جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔“

[من صام ست ایام بعد الفطر کان تمام السنة، من جاء بالحسنة فله عشر امثالها..... الخ] (سنن ابن ماجہ: ۱۷۱۵ مع تصحیح البانی) ایک اور روایت میں ہے: اللہ نے ایک نیکی کو دس نیکیوں کے برابر بنایا ہے، سو (رمضان کا) ایک مہینہ دس ماہ کے برابر ہوا اور اس کے بعد چھ روزے (بقیہ دو ماہ کے برابر ہوئے جس سے) سال کا تکملہ ہوا۔“

[جعل الله الحسنة بعشر امثالها، الشهر بعشرة أشهر وصيام ستة أيام بعد الشهر تمام السنة.] (صحیح الجامع: ۳۰۹۴)

نیز ایک روایت یہ ہے: ایک ماہ (رمضان) کے روزے دس ماہ کے مساوی ہوئے اور چھ روزے اس کے بعد دو ماہ کے مساوی ہوئے۔ لہذا یہ سال بھر کے روزوں کا اتمام ہے۔

[صیام شهر بعشرة أشهر وستة أيام بعده بشهرين، فذلك تمام السنة.] (صحیح الجامع: ۳۸۵۱) امام نوویؒ، حضرات علمائے دین کے حوالے سے

ہر سال کی طرح رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ ہمارے سروں پر سایہ لگن ہے۔ ہر ایک اپنے ظرف اور بساط بھر توفیق ربانی کے تحت اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ لیکن چند دنوں کے بعد یہ مبارک مہینہ ختم ہو جائے گا تو کیا ایک صاحب ایمان بندے کا نیک عملی کا یہ سلسلہ قبل از موت منقطع ہو جاتا ہے؟ قرآن ہمیں اس کا جواب نفی میں دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (حجر: ۹۹) ”اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔“

چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ بندہ مومن کے اعمال و تکالیف شرعیہ کا انقطاع صرف مابعد وفات ہوتا ممکن ہے۔ اگر رمضان کا مبارک مہینہ اپنے اعتقاد کے قریب ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مومن سال بھر کے لیے روزہ جیسی عظیم الشان عبادت سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے روزہ جیسی عبادت کو سارے سال کے لیے مشروع و جائز رکھا ہے۔

سیدنا ابویوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے فوراً پیچھے شوال میں چھ روزے رکھے تو اس کے لیے پورے سال کے روزوں جیسا (اجر) ہے۔ [من صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال کان كصيام الدهر.] (صحیح مسلم: ۱۱۶۴)

شوال کے چھ روزوں کا شرعی حکم

شوال میں چھ روزے رکھنا سنت ہے، اس کی دلیل حدیث ابویوب انصاریؓ ہے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ جمہور فقہائے اسلام بشمول مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ و متاخرین احناف کے نزدیک یہ روزے سنت ہیں۔ (الموسمۃ الفقہیہ: ۹۹۷/۲) امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ بیشتر اہل علم کے نزدیک یہ روزے مستحب ہیں۔ (المغنی، ابن قدامہ: ۱۹۳/۱)

دلیل ہے کہ نیت رات ہی کے کسی حصہ میں کی جائے گی۔ متعدد صحابہ و تابعین حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن یزید اور امام مالک، لیث اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے اس حکم میں فرض اور نفل روزوں کی تفریق نہیں کی۔ (نیل الاوطار، امام شوکانی: ۷/۳۰ مختصر) امام ابن حزم، امام صنعانی، علامہ ابن عثیمین اور علامہ بن باز نے بھی طویل مناقشہ و تقابل کے بعد یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (محلی، ابن حزم: ۵۱/۴، سبل السلام، صنعانی: ۳۰۸/۳، الشرح المصحح، ابن عثیمین: ۳۷۲/۲، فتاویٰ الصیام، ابن عثیمین: ص ۱۸۵، الحکمل الابریزیہ: ۱۳۲/۲، ۱۳۵)

ان روزوں کو رکھنا شروع کر دینے سے لازم نہیں ہو جاتا کہ چھ روزوں کو رکھا ہی جائے یا رکھے ہوئے روزہ کو پورا کیا ہی جائے۔ جو چھ روزے رکھ لے تو بہت بہتر، بصورت دیگر روزہ توڑ دینے یا چھوڑ دینے سے اس پر کوئی حرج نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: نفلی روزہ رکھنے والا اپنی ذات کا حاکم ہوتا ہے، اگر چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

جس پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہے، اس کے لیے افضل ہے کہ پہلے وہ قضا پوری کرے اگرچہ شوال کے روزے اس سے فوت ہو جائیں۔ ایسا اس لیے کہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب الذمہ ہے جس کی برأت کرنا ضروری ہے۔ نیز وہ فرض ہیں جو بہر حال نفل کے مقابلے میں مقدم رکھے جانے کا حق دار ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی فرض روزوں کی قضا کو مؤخر کر کے پہلے شوال کے چھ روزے رکھتا ہے تو اہل علم کی اس بارے میں دورائے ہیں: ایک یہ کہ اس کو ان روزوں کی فضیلت و ثواب حاصل نہ ہوگا کہ تمام احادیث میں ان روزوں کا تذکرہ اس طرح آیا ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں کے بعد انکو رکھا جائے۔ (دیکھیں ابتدا میں مذکور روایات۔

دوسرا قول اس بارے میں یہ ہے کہ اگر اس نے عذر شرعی کی وجہ سے رمضان میں روزے ترک کئے تھے تو وہ ان کی قضا سے پہلے شوال کے روزے رکھ سکتا ہے۔ (حاشیہ البحر می علی الخطیب: ۳۵۲/۲) معتدل بات یہ ہے کہ اگر رمضان کے اتنے روزے فوت ہو گئے تھے جنکی قضا کرنے سے شوال میں چھ روزے رکھنا مشکل ہوگا تو پہلے شوال کے روزوں کو رکھ لیا جائے، بصورت دیگر

”دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف لے جاتی ہے جو کہ وسعت میں زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور خدا ترس لوگوں کیلئے مہیا کی گئی ہے۔“

﴿سَبِّحُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ لَكَ فَضْلُ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَءٌ عَظِيمٌ﴾ (حید: ۲۱)

”دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے، جو مہیا کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا﴾ (مائتہ: ۴۸)

”لہذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔“

⑤ ان روزوں کو پورے ماہ شوال میں پابست کر بھی رکھا جاسکتا ہے اور ایک ساتھ بھی۔ متابعت کے ساتھ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے روزوں کا تذکرہ مطلقاً فرمایا ہے، اس میں متابعت و عدم متابعت کا ذکر نہیں۔ (دیکھیں مذکورہ بالا حدیث ابواب انصاری)

⑥ جوان روزوں کو ایک بار رکھ لے اس پر لازم نہیں ہوتا کہ آئندہ سال بھی انکی پابندی کرے، البتہ ہر سال رکھنا مستحب و مسنون رہے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کو محبوب ترین عمل وہ ہے جو دائمی رہے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

⑦ ان روزوں میں بھی دیگر تمام مقید نفل روزوں کی طرح رات ہی میں نیت کر لینا لازمی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو رات ہی میں فجر سے پہلے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ نہیں۔

لَمَن لَّمْ يَبِيتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ۔ (صحیح الجامع: ۶۵۳۴)

امام شوکانی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی

گناہوں کی مغفرت و ستر سے بڑھ کر انسان کے لیے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اسوہ یہ تھا کہ آپ عبادات و قیام اللیل کا اس درجہ اہتمام فرماتے کہ پائے مبارک میں دم آ جاتے، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سابق و لاحق تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں (پھر ایسا کیوں؟) آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: کیا میں ایک شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

[افلا أكون عبداً شكوراً] (بخاری، مسلم)

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو صوم رمضان کی ادائیگی کی نعمت و توفیق پالینے پر ذکر الہی و تکبیر و تسبیح وغیرہ طریقوں سے اپنی شکرگزاری کے اظہار کا حکم فرمایا ہے۔

رمضان کی توفیق پالینے، اس پر تائید و اعانت ربانی سے مستفیض ہونے اور گناہوں کی مغفرت پر شکرگزاری میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے بعد از خود چند روزے رکھے جائیں۔ حضرت وہیب بن الوردؓ سے اگر کسی نیکی پر مرتب ہونے والے ثواب کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: نیک عمل کے اجر و ثواب کے بارے میں مت پوچھو، بلکہ یہ جاننے کی کوشش کرو کہ اس عمل کی ادائیگی پر شکر یہ کیسے ادا کیا جائے کہ جن و رحیم رب نے تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائی۔“ بارگاہ رب سے بندہ پر دین و دنیا میں حاصل ہونے والی ہر نعمت موجب شکر و سپاس مندی ہے، لیکن غور کیجئے تو شکرگزاری کی توفیق پالینا بھی ایک نعمت خداوندی ہے۔ اس طرح ہر شکرگزاری ایک دوسری مستوجب الشکر نعمت کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ بندگان خدا کے لیے نامکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کر سکیں، لہذا شکرگزاری کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ ہم اپنے تئیں ادائیگی شکر سے عاجزی اور درماندگی کا اعتراف و اقرار کر لیں۔ (لطائف المعارف، ابن رجب حنبلی: ۳۶-۳۷/۲، بالانقصار)

ان روزوں کے احکام و مسائل

شوال کے چھ روزوں کو عید الفطر کے معا بعد رکھنا مستحب ہے کہ یہ نیکی و خیر کے کاموں میں مسارعت و مسابقت کی قبیل سے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

رمضان کی قضا ہی کو اولیت دی جانی چاہیے۔ (حکم صیام السنت، خالد المصلح: ص ۱۵۳)

بعض لوگوں نے سابقہ احادیث کی روشنی میں صیام دھر یعنی روزانہ روزہ رکھنے کو مستحب مانا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ اگر صیام دہر مکرر ہوتا تو احادیث میں اس سے تشبیہ نہ دی جاتی۔ علامہ ابن القیم اس استدلال کو فاسد مانتے ہوئے کہتے ہیں کہ وجہ تشبیہ دراصل ایک نیکی کا دس کے برابر ہونا ہے نہ کہ صیام دہر۔ (تہذیب سنن ابوداؤد: ۱/۴۹۳) خود اللہ کے رسول ﷺ سے صیام دہر کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔

[لا صام ولا أفطر۔] (صحیح مسلم: ۱۱۶۲)

ایک روایت کے الفاظ ہیں: نہیں روزہ دار ہوا وہ شخص جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔

[لا صام من صام الأبد] (بخاری، مسلم)

پھر صحیحین میں آپ ﷺ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت داؤد کا روزہ افضل ترین ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔

[افضل الصیام صیام داؤد، کان یصوم یوما ویفطر یوما] (بخاری، مسلم)

ان روزوں کو کسی اور ماہ میں اسی نیت کے ساتھ رکھنا درست نہیں کیونکہ یہ نصوص میں وارد تخصیص کے خلاف ہے، نیز ایسا کرنے سے نیک کام میں مبادرت و مسارعت کے شرعی حکم کا ترک لازم آتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ امر ان روزوں کی حیثیت کو مجروح کرتا ہے جو فرائض کے بعد نوافل جیسی ہے۔ (دیکھیں تہذیب سنن ابوداؤد: ۱/۴۹۱-۴۹۰)

اگر کسی شرعی عذر مثلاً بیماری یا رمضان کے روزوں کی قضا کے باعث شوال میں یہ روزے نہیں رکھے جاسکے تو قریب ترین فرصت میں ان کی قضا کی جاسکتی ہے اور مانا جائے گا کہ جس طرح فرض یا نفل نمازوں کو کسی عذر شرعی کی خاطر مؤخر کیا جائے تو ان کی قضا کر لینے سے ثواب حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح ان روزوں کا معاملہ بھی ہوگا۔ (الشرح المصحح: ۶/۳۷۱-۳۷۰ باختصار)

بعض کوتاہ بینوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہر سال پابندی سے ان روزوں کا التزام کرنے سے عوام الناس میں ان کی فرضیت کا غلط تصور پھیل سکتا ہے۔ اس طرح کی غلط

اندیشیاں بر خود غلط و فاسد ہیں۔ اس خیال کو مان لیا جائے تو فرض نمازوں کے آگے پیچھے سنن و نوافل کو ترک کرنا بھی لازم آئے گا۔ مزید یہ کہ اجتماعی تراویح وغیرہ علامات ماہ رمضان کا غیاب اور اہل علم حضرات کی وضاحت و رہنمائی کسی ایسے تصور کے انتشار سے مانع ہوگی۔ حقیقی بات یہ ہے کہ ان روزوں کی شکل میں رب رحمن و رحیم نے ہمارے لیے خیرات در خیرات لوٹنے اور اپنے جذبہ شکرگزاری و سپاس مندی کو ظاہر کرنے کا زریں موقع دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔“

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں شوال کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: شب قدر کی فضیلت

يَكُونُ خَيْرًا لَّكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي النَّاسِئَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالْخَامِسَةِ“.

”نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لیے (گھر سے باہر) تشریف لائے اس وقت دو مسلمانوں کا آپس میں (کسی بات پر) جھگڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ انہیں روکنے میں لگ گئے اور پھر فرمایا: ”میں نکلا تو تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے مگر فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے تو اس رات کی تعین اٹھائی گئی اور اس میں تمہاری بہتری ہے۔ اسے تم (آخری عشرہ کی) نویں ساتویں اور پانچویں راتوں میں تلاش کرو۔“

اس حدیث سے لیلۃ القدر کی تعین کے رفع ہو جانے کی حکمت و مصلحت کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا باہم لڑنا، جھگڑنا اس قدر منہوس فعل ہے کہ اس کی نحوست کے نتیجہ میں اتنی مبارک رات کی تعین رفع کر دی گئی اور تعین کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ عبداللہ رحمائی مبارکپوری مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں:

”حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے بقول: اہل علم کا

کہنا ہے کہ اس رات کی تعین کے اخفاء میں یہ حکمت الہی کارفرما ہے کہ اس طرح لوگ زیادہ سے زیادہ عبادت اور قیام اللیل میں کوشاں رہیں گے اور اگر اس کی تعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کے قیام و عبادت پر اکتفا کر لیا کرتے۔ امام رازئی نے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

پہلی حکمت: اللہ تعالیٰ نے اس رات کو کئی حکمتوں کی بنا پر لوگوں سے مخفی رکھا جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اسے بھی اسی طرح مخفی رکھا جس طرح دیگر اشیاء کو مخفی رکھا ہوا ہے جیسا کہ اپنی رضا کو تمام امور اطاعت میں مخفی رکھا تا کہ لوگ تمام عبادات میں برضا و رغبت کوشاں رہیں اور اس نے اپنی ناراضی کو گناہوں میں مخفی کر رکھا ہے تا کہ لوگ تمام ہی گناہوں سے احتراز کریں اور ایسے ہی اس رات کو بھی پوشیدہ رکھا تا کہ لوگ رمضان کی تمام راتوں میں بکثرت عبادت کریں۔

دوسری حکمت: یہ ہے کہ اگر یہ رات متعین کر دی جاتی تو جن کی شقاوت و بدبختی غالب آ جاتی اور وہ اس رات میں گناہ کر بیٹھتے تو ان کے گناہ کی قباح و شاعت بھی ایک ہزار گنا ہی بڑھ جاتی جیسا کہ ثواب بڑھ جاتا ہے۔

تیسری حکمت: یہ ہے کہ یہ رات اس لیے پوشیدہ رکھی گئی تا کہ لوگ اس کی طلب میں بکثرت کوشش کریں اور زیادہ ثواب کمائیں۔

چوتھی حکمت: یہ ہے کہ جب بندے کو کسی رات کے لیلۃ القدر ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ آخری عشرہ کی باقی راتوں میں زیادہ سے زیادہ محنت و عبادت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے نھانے فخر یہ فرماتے ہیں کہ تم کہتے تھے کہ یہ دنیا میں فساد کریں گے، خون ریزیاں کریں گے لیکن دیکھو کہ محض ایک ظنی رات کا ثواب پانے کے لیے اس کی یہ تگ و دو ہے اور اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ رات کون سی ہے تو تم سوچ سکتے ہو کہ تب اس رات کی عبادت کے سلسلہ میں میرے بندوں کا عالم کیا ہوتا؟“ (المرآۃ: ۳/۳۰۱-۳۰۲)



نماز عید میں عورتوں کی شرکت

جناب مولانا حافظ عبدالرحمن

کی دعا میں شریک ہوں۔ آپ نے عورتوں کو خاص طور سے عید گاہ جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ حضرت ام عطیہؓ کی حدیث ہے:

((امرنا ان نخرج الحيض والعواتق وذوات الخدود فاما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهن ويعتزلن مصلاهم))

(بخاری کتاب العیدین ۴۴۴/۲ تا ۴۴۵)

ام عطیہؓ فرماتی ہیں: ہم کو آپ کا حکم تھا کہ عید کے دن نکلیں پھر حیض والیوں، کنواری دو شیرازوں اور پردہ نشین عورتوں، سب کو نکالیں مگر حائضہ عورتیں صرف مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں، نماز کے مقام سے الگ رہیں۔

عورتوں کو عید گاہ لے جانے کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے عورتوں کو عید گاہ جانے کا حکم دیا تو کسی عورت نے پوچھا کہ اگر وہ حائضہ ہو تب بھی اے اللہ کے رسول! اسے عید گاہ لے جائیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تب بھی مگر حائضہ مصلیٰ سے دور رہ کر صرف مسلمانوں کی دعا خیر میں شامل رہے گی۔ اس کے علاوہ ام عطیہؓ کی دوسری حدیث میں ہے:

((عن ام عطية ان رسول الله ﷺ لما قدم مدينة جمع نساء الانصار في بيت فارسل اليها عمر بن الخطاب فقام على الباب فسلم علينا فرددنا عليه السلام ثم قال اتى رسول رسول الله اليكن وامرنا بالعیدین ان تخرج فيها الحيض والعواتق ولا جمعة علينا ونهانا عن اتباع الحنات)) (سنن ابی داؤد کتاب العیدین: ۶۷۶-۶۷۷)

”جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع ہونے کا حکم دیا، جب سب آگئیں تو آپ ﷺ نے سیدنا عمرؓ کو ہمارے پاس

ہر قوم کے لئے تہوار کا ایک دن ہوتا ہے۔ اس دن وہ خوشیاں مناتی ہے۔ کھیل کود کر دن گزارتی ہے۔ ہمیں بھی دو خوشی کے دن اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں، وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔

ماہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ایک ماہ کی محنت پر ان کی جزاء اور انعام کیلئے ایک دن مقرر کر دیا ہے جس کو عید الفطر کہا جاتا ہے۔ عید الفطر کی رات کو فرشتوں میں ایک دھوم مچی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرماتا اور ان سے کہتا ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر لے تو اس کی جزاء کیا ہونی چاہئے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اس کو اس کی پوری پوری مزدوری ملنی چاہئے۔ اس لئے لیلۃ العید کا نام لیلۃ الجزاء ہے۔ ماہ رمضان سے جس طرح مردوں کا تعلق ہے بالکل اسی طرح عورتوں کا بھی تعلق ہے اور جس طرح عیدین میں مردوں کو جانے کا حکم ہے اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے۔ عیدین کے موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان لكل قوم عيداً وهذا عيدنا)) (بخاری کتاب العیدین: ۷/۳)

”ہر قوم کے لئے عید اور خوشی کے دن ہیں اور آج ہماری عید و خوشی کا دن ہے۔“

آپ ﷺ کے اس فرمان میں مردوں کی تخصیص نہیں بلکہ اس میں عورتیں بھی شامل ہیں کیونکہ لفظ ”عیدنا“ میں جو ”نا“ ہے اس میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ بوڑھے، بچے، جوان، مرد، عورتیں سب شامل ہیں۔ جس طرح مردوں کو عید گاہ جانے کا حق ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ عورتوں سے یہ حق چھیننا نہیں جاسکتا کیونکہ آپ ﷺ نے عورتوں، مردوں، بچوں بوڑھوں حتیٰ کہ حائضہ عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ اس عظیم اجتماع سے وہ تمام لوگ فائدہ اٹھائیں اور مسلمانوں

بھیجا، حضرت عمرؓ آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا تو ہم سب نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم حائضہ اور پردے والی عورتوں کو عیدین میں لے جائیں۔ آپ پر جمعہ کی نماز فرض نہیں اور جنازے کے پیچھے جانا منع ہے۔“

ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیدین میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شامل ہوا کرتی تھیں اور آپ ﷺ خود ان کو وعظ و نصیحت کرتے اور انہیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس واضح فرمان کو سمجھتے ہوئے کہ

((ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)) (سورة حشر: ۷)

”جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے تم رک جاؤ۔ امر رسول ﷺ کی بلاچوں و چراں قیل کرنی چاہیے۔“

عیدین میں عورتوں کی شرکت سے ملت کی عظمت، اجتماعیت اور اتحاد و یکجہتی کا اظہار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی شرکت اور اپنے مذہب سے دلچسپی و لگاؤ دیکھ کر معاندین اسلام پر رعب و دہشت طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح عورتوں کے عیدین میں شریک ہونے سے ان کو خوشی ہوتی اور اس شرکت سے محرومی پر ان میں احساس کمتری اور حق تلفی ہوتی ہے۔ احادیث مذکورہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سال بھر میں ہماری خوشی کے دو دن ہیں، ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ۔ لہذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ مرد حضرات اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ عید کے مزے لوٹیں۔ ساتھ جائیں اور ساتھ واپس لوٹیں۔ خواتین کو اس خوشی سے، اللہ کے انعام سے اور ان کے حق سے محروم نہ رکھیں۔





اس وقت دنیا میں بلا شک و شبہ سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین اسلام ہے۔ یورپی ممالک میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب سیکڑوں لوگ دین اسلام میں داخل نہ ہوتے ہوں۔ اگرچہ ہم بحیثیت امت دعوت دین کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا نہیں کر پا رہے، مگر پھر بھی یہ دین اسلام کا حسن اس کی ابدی صداقت اور بے پناہ کشش ہے کہ لوگ از خود اسلام کا مطالعہ کر کے اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ دین اسلام ہی ان کے لیے اور پوری انسانیت کے لیے بہترین دین ہے جو انسان کے دنیوی معاملات کو بھی درست کر دیتا ہے اور آخرت میں اس کی نجات کا سامان فراہم کرتا ہے۔ اسلام جس تیزی سے دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے اس سے متعلق ایک خوبصورت واقعہ پڑھتے ہیں۔

سعودی عرب کے ایک معروف عالم دین کا کہنا ہے کہ وہ جرمنی کے ایک شہر میں رمضان المبارک کے مہینہ میں افطار سے پہلے تقریر کر رہے تھے۔ سامعین میں مسلمان اور عیسائی شامل تھے۔ مغرب کا وقت قریب تھا، میں نے افطار سے کوئی دس منٹ پہلے ہی اپنی تقریر کو سمیٹا اور حاضرین سے کہا کہ اب وہ اپنے گھروں میں افطاری کے لیے روانہ ہو سکتے ہیں۔ دوران تقریر ایک نوجوان جس کی شکل و صورت کوئی اچھی نظر نہیں آرہی تھی لوگوں کی گردنیں پھلاگتا ہوا آگے بڑھا۔ ہمیں اچھا تو نہ لگا، بہر حال وہ میرے قریب آکر اگلی صف میں بیٹھ گیا۔ میں تقریر ختم کرنے لگا تو اس نے ہاتھ اٹھایا کہ مولانا! میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ مترجم نے میرے اشارے پر اسے بتایا کہ اب وقت ختم ہو چکا ہے لوگوں نے افطاری کرنا ہے۔ اب سوال و جواب نماز مغرب کے بعد ہو سکیں گے، مگر اس نوجوان نے کہا کہ میں آپ سے کوئی سوال و جواب نہیں کرنا چاہتا، میری تمنا نہایت مختصر ہے۔ میں عیسائی ہوں اور اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے مرحبا

اصلاً و سہلاً کہا، ترغیبی کلمات کہتے ہوئے میں نے کہا: بھئی! چونکہ تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو اس لیے میرے دل و دماغ کے دروازے ہر وقت تمہارے لیے کھلے ہیں۔ میں تمہارے لیے وقت نکال سکتا ہوں۔ اس کو ساتھ بٹھایا۔ ایک طرف مترجم بیٹھ گیا۔ اب اس نوجوان سے گفتگو شروع ہوتی ہے۔ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ سوال ہوا۔ میرا تعلق اٹلی سے ہے، مگر میں جرمنی میں مقیم ہوں اور یہاں کام کرتا ہوں۔ میں مذہباً عیسائی ہوں۔ اس سے سوال کیا گیا: تم اسلام کیوں قبول کرنا چاہتے ہو؟ اس نے بڑے ہی حسرت بھرے لہجے میں کہا: میں نے عیسائیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عیسائی لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ میں جب بھی چرچ جاتا ہوں تو دیواروں پر تصویریں اور مجسمے لگے ہوتے ہیں۔ ہم لوگ انہی کی پوجا پاٹ کر کے انہی کو دیکھ کر واپس آ جاتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ عیسائی بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اپنے مالک حقیقی کی پوجا نہیں کرتے۔ اس لیے میں ان کی اس پوجا پاٹ سے متفر ہو چکا ہوں۔ میں نے خالی الذہن ہو کر بالکل غیر جانبداری سے اسلام کا مطالعہ کیا تو یہی دین مجھے اچھا اور عمدہ نظر آیا۔

سعودی سکالر کا بیان ہے: میں نے اس نوجوان کو کلمہ شہادت پڑھانا شروع کیا، وہ کچھ دشواری محسوس کرنے اور اٹکنے کے بعد بالآخر کلمہ پڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ قارئین کرام! یہ بات بالکل درست ہے۔ اگر آپ کو چرچ میں داخل ہونے کا موقع ملے تو آپ کو ہر طرف مجسمے اور تصاویر نظر آئیں گی۔ مجھے دو یا تین مرتبہ روم میں ویٹکن سٹی کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ویٹکن سٹی عیسائیوں کے لیے سب سے زیادہ معتبر مقام ہے۔ ان کا پوپ یہیں رہتا ہے اور ہر اتوار کو لوگوں سے خطاب کرتا ہے۔ اس چرچ کا نام جتنا بڑا اور مشہور ہے اندر سے اتنا برا نہیں۔ البتہ اس کے چاروں طرف بڑی بڑی عمارات اور

ریسٹورنٹ ہیں۔ سامنے کافی کھلا میدان ہے۔ جس میں ہزاروں کرسیاں پڑی ہوئی ہیں جو مٹی اور پرندوں کی غلاظت سے اٹی رہتی ہیں۔ مجھے اس مصری گائیڈ کے الفاظ نہیں بھولتے کہ ان کے پاس ان کرسیوں کو بھرنے کے لیے افراد نہیں۔ یہ لوگوں کی منت ساجت کر کے اتوار کے روز انہیں یہاں لاتے ہیں، پھر بھی اکثر کرسیاں خالی رہ جاتی ہیں؛ ہاں البتہ کرسمس کے دن سال میں ایک مرتبہ یہ کرسیاں بھرتی ہیں۔ یعنی عیسائیوں کو اپنے دین سے اور اپنے مذہبی پیشواؤں سے اتنی بھی عقیدت نہیں کہ ہفتے میں ایک روز جو ان کی عبادت کا دن ہے اسی دن میں چرچ میں آکر مذہبی رسومات ادا کر لیا کریں۔ اس کے برعکس جمعہ المبارک کے روز مسلمانوں کی مساجد کے مناظر دیکھیے، کس طرح مسجدیں کچھ کچھ بھری ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! ان سطور کا راقم یہ کہہ سکتا ہے کہ دونوں یا تینوں مرتبہ جب مجھے ویٹکن سٹی جانے کا اتفاق ہوا، میں نے ان افراد کو گناہوں کا چرچ کے اندر موجود تھے تو ان کی تعداد تقریباً دو ہزار ہوگی، کہہ لیجئے تین ہزار ہوگی۔ ان میں ہمارے جیسے مسلمان بھی تھے۔ کوئی پندرہ بیس منٹ یا آدھ گھنٹہ لوگ اس چرچ میں رہتے ہیں۔ اس عمارت کی تعمیر پر بلاشبہ بہت زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ چرچ کے اندر دیواروں پر بہانے بہانے سے سونا تھوپا گیا ہے، جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ان کے پاس بے پناہ دولت ہے۔ یہ جو مجسموں اور تصاویر والی بات ہے تو اگر کسی نے تصدیق کرنا ہو تو کسی بھی چرچ میں جا کر دیکھ لے۔

سبحان اللہ! اس کے برعکس حرمین شریفین کے کیا کہنے! سال کے 365 دن ہر دن پانچوں نمازوں کے وقت لاکھوں نمازی مکہ اور مدینہ شریف میں حرم مکی یا حرم مدنی میں نمازیں ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی کے لیے جارہے ہوتے ہیں تو فکر ہوتی ہے کہ ہمیں جگہ ملے گی یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ سلمان بن عبدالعزيز اور ان کی حکومت کو جزائے خیر عطا فرمائے ہر چند کہ انہوں نے حرمین شریفین میں بہت بڑی توسیع کردی ہے، مگر اس کے باوجود دونوں مساجد تنگی دامان کا اظہار کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ منظر تو بڑا ہی خوبصورت اور دیکھنے والا ہوتا ہے کہ کس طرح لوگ نماز کی ادائیگی سے قبل صفیں بنا کر بیٹھے ہوتے

ہیں۔ اہل اسلام کا اپنے دینی مراکز مکہ اور مدینہ سے وابستگی اور محبت کا یہ عالم ہے کہ رمضان المبارک میں جمعہ کے دن حرمین کی انتظامیہ کو موبائل فونز پر یہ پیغام جاری کرنا پڑتا ہے کہ برادران اسلام! حرم پوری طرح بھر چکا ہے اب آپ جمعہ کی نماز اپنی کسی قریبی مسجد میں ادا کر لیجیے۔

ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ نوجوان کہنے لگا: میرے عیسائیت کو چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے پادری دین کے نام پر پیسے جمع کرتے ہیں، لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم نے چرچ بنوانے ہیں یا ان کی توسیع کرنی ہے یا ان کی تعمیر و مرمت کرنی ہے۔ یا ہمارے پاس بائبل چھپوانے کا منصوبہ ہے۔ ہم نے فلاں فلاں کتاب شائع کرنی ہے۔ ہمیں ان مقاصد کے لیے اتنی رقم درکار ہے۔ اب یہ لوگ عطیات تو جمع کر لیتے ہیں۔ لوگ انہیں بڑے ذوق و شوق اور مذہبی جذبے سے عطیات دے بھی دیتے ہیں مگر یہ سب چرچ بنانے یا لٹریچر چھپوانے پر خرچ کرنے کی بجائے اپنی ذاتی اغراض پر خرچ کر لیتے ہیں۔ آپ ان کے بڑے بڑے گھر وں کو دیکھ لیں ان کا رہن سہن دیکھ لیں یہ بڑے ٹھانڈے ہاتھ کے ساتھ رہتے ہیں۔ عموماً ان کی گاڑیاں نئے ماڈل کی ہوتی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ ہمارے دیے ہوئے مال کو اپنی ذاتی عیش و عشرت پر خرچ کرتے ہیں۔

قارئین کرام! ہمارے ہاں بھی دینی طبقات میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو دین کے نام پر لوگوں کی جیبیں صاف کرتے ہیں مگر یہ ذہن میں رہے کہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ بعض لوگ مسلمان علماء پر ایسے الزامات عائد کرتے ہیں مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ عیسائیوں کے پادری اور چرچ کے ساتھ منسلک لوگ ان حرکات سے بری الذمہ نہیں ہیں۔ یہ لوگ کس طرح لوگوں کو لوٹنے اور بیوقوف بناتے ہیں اس پر آئیے ایک خوبصورت واقعہ پڑھتے ہیں۔

ایک مرتبہ کسی شہر میں ایک چرچ کے پادری اکٹھے ہوئے۔ آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ بھائی! آج کل لوگوں نے فنڈز دینے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اولاً تو کوئی فنڈز دیتا ہی نہیں اور اگر کوئی دیتا بھی ہے تو اتنا کم دیتا ہے کہ اس سے ہمارے گھروں کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔ ایک پادری کہنے لگا: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مال

کیسے اکٹھا کیا جاسکتا ہے؟ دوسروں نے اشتیاق بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا ہاں بھئی! کیسے؟ کہنے لگا: تمہاری کیا رائے ہے اگر ہم جنت کی زمین فروخت کرنا شروع کر دیں۔ کہنے لگے: وہ کیسے؟ کیا کہا تم نے؟ کہنے لگا: ہاں! جنت کی زمین لوگوں میں فروخت کرنا شروع کرتے ہیں۔ کہنے لگے: کیا لوگ اس بات کو تسلیم کر لیں گے کہ جنت کی زمین فروخت ہو رہی ہے۔ کہنے لگا: تم اعلانات تو شائع کرو کہ جو شخص جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے وہ ہمارے پاس آئے اور آ کر جنت میں زمین خرید لے۔ اگر آپ جہنم میں داخل نہ ہونا چاہتے ہوں تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ جنت میں کچھ نہ کچھ زمین خرید لیں۔

جب انہوں نے اعلانات شائع کیے تو بعض کمزور عقیدہ لوگ دھڑا دھڑ جنت میں زمین خریدنے کے لیے ان کے پاس آنے لگے۔ غریب لوگ جس کے پاس جو کچھ تھا کسی کے پاس مال و مویشی، کوئی گھر کا زیور ہر کوئی پائی پیسہ لیے ہوئے چرچ میں آ گیا۔ وہاں پر تو میلہ سا لگ گیا۔ ایسی خبریں بڑی جلدی پھیل جاتی ہیں۔ بھولے بھالے لوگ تظار اندر تظار بنگلہ کر دار رہے ہیں۔

ایک دن صبح سویرے شہر کا معروف اور امیر ترین تاجر وہاں سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ لوگ بڑی تعداد میں چرچ کے باہر جمع ہیں۔ اسے تجسس ہوا کہ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ چرچ میں تو اتوار کے دن بھی کوئی فرد بشر نظر نہیں آتا اور یہ لوگ کام کے دنوں میں صبح سویرے یہاں کس لیے جمع ہیں۔ خیر! اس نے لوگوں سے پوچھا: بھئی! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے: ہم جنت میں اراضی خریدنے کے لیے آئے ہیں تاکہ ہم جہنم میں جانے سے بچ سکیں۔ تاجر نے بڑے تعجب سے پوچھا: تم لوگ اس مقصد کے لیے جنت میں زمین خرید رہے ہو؟ کہنے لگے: ہاں۔ تاجر چرچ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ چرچ تو ریکل اسٹیٹ کے دفتر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ نقشہ جات رجسٹریاں دیگر دستاویزات موجود ہیں مختلف بروکر بیٹھے ہیں۔ تاجر معروف شخص تھا۔ پادریوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا کہ بڑا تاجر ہے ہمیں خاصا فائدہ دے سکتا ہے۔ چند بروکر آگے بڑھے اور اسے نقشہ دکھانے لگے کہ یہ فلاں نبی کا گھر ہے یہ فلاں کا ہے یہ علاقہ بڑا مہنگا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسے سمجھ آئی کہ یہ

لوگ فراڈ کر رہے ہیں۔ اس نے نقشہ دیکھے اور کہنے لگا: جناب میں تو جنت میں زمین نہیں خریدنا چاہتا۔ انہوں نے سوال کیا پھر آپ کیا خریدنا چاہتے ہیں؟ کہنے لگا میں جنت کی بجائے جہنم خریدنا چاہتا ہوں۔

ہائیں! یہ کیا؟ تم نار یعنی آگ خریدنا چاہتے ہو؟ ایک گویا ہوا۔ ہاں میں جہنم کی آگ خریدنا چاہتا ہوں۔ اگر تمہارے پاس ہے تو میں اس کا خریدار ہوں۔ ایک پادری نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ موٹی اسامی ہے۔ چلو ہمارا کیا ہے اگر ہم جنت کی زمین فروخت کر سکتے ہیں تو پھر جہنم کی آگ فروخت کرنے میں کیا مشکل ہے اگرچہ اونے پونے داموں ہی میں ہو۔ کہنے لگے: ہاں! ہم جہنم کی نار بھی فروخت کرتے ہیں۔ الغرض جنت کی زمین تو خاصی مہنگی بک رہی تھی مگر پادریوں نے سوچا جاتے چور کی لنگوٹی ہی سہی..... چلو کچھ دے ہی رہا ہے۔ لگے ہاتھوں جہنم بھی اس کے ہاتھ ہیچ ہو۔ اس نے سودا کر لیا انہیں چیک دے دیا۔ رجسٹری کروائی کہ جہنم اب اپنی تمام لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کے ساتھ اس کی ملکیت ہے اور اس نے جہنم کی ساری آگ خرید لی ہے۔ رجسٹری ہاتھ میں پکڑے ہوئے وہ چرچ سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ لوگوں کی لمبی لمبی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ وہ انتظار میں ہیں کہ کب ہماری باری آئے اور ہم جنت میں زمین خریدیں۔ تاجر نے ان سادہ لوح لوگوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: ارے میاں! تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ کہنے لگے: ہمیں جہنم کی آگ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمیں آگ میں نہ ڈال دیا جائے اس لیے ہم جنت میں زمین خریدنے آئے ہیں۔ تاجر نے جہنم کی آگ کی رجسٹری انہیں دکھائی اور کہنے لگا: لوگو! اب کسی کو جنت میں زمین خریدنے کی ضرورت نہیں۔ یہ دیکھو میں نے جہنم اس کی ساری آگ سمیت خرید لی ہے۔ میرا تمہارے ساتھ وعدہ ہے کہ میں کسی کو جہنم میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔

نوجوان کہہ رہا تھا کہ ہمارے پادری دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَشْبٰهِ وَالرَّهْبٰنِ لَيَاْكُوْنُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْاِطْلٰقِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبة: 34)

ایمان والو! کتنے ہی علماء اور پادری لوگوں کا مال

بطل طریقے سے کھا جاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔“

اسی مجلس میں اس نوجوان کو کلمہ شہادت پڑھایا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ ہے نہ یہ بڑی مزیدار اور خوبصورت بات کہ کہاں وہ جہنم کا راہی تھا اب ان شاء اللہ جنت میں جائے گا۔ کسی شخص کو اسلام میں داخل کرنا اسے کلمہ شہادت پڑھانا اس کی لذت کو وہی محسوس کر سکتا ہے جو اس تجربہ سے گزر چکا ہو۔ کلمہ پڑھنے والا بھی اور پڑھانے والا بھی عجیب سرور میں ہوتے ہیں۔ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ منظر قابل دید ہوتا ہے جب ایک شخص اپنے سابقہ دین کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔

اسلامی تاریخ کا وہ دن بڑا ہی روشن تھا جب مکہ مکرمہ سے تین بڑے گھرانوں کے مشہور ترین افراد اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ یہ سات ہجری کی بات ہے کہ خالد بن ولید، عثمان بن طلحہ اور عمرو بن عاص مکہ سے باہر اکٹھے ہوتے ہیں۔ آپس میں گفتگو ہوتی ہے۔ تینوں ہی اسلام لانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ یہ تینوں ہی بڑے باپوں کے بیٹے تھے۔ ان تینوں نے اسلام کے خلاف بڑی ہولناک کاروائیاں کی تھیں۔ انہیں اپنے سابقہ گناہوں پر ندامت بھی بہت تھی۔ جب اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے تو عمرو بن عاص نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو! یہ کیا؟ کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں نے بے شمار بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔ اسلام کے خلاف لڑتا رہا، بڑی بڑی مجرمانہ کاروائیاں کرتا رہا۔ اب میں گارنٹی چاہتا ہوں کہ میرے گزشتہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ جب ان تینوں نے اسلام قبول کر لیا تو ارشاد ہوا: ”مکہ مکرمہ نے اپنے جگر گوشے یعنی نہایت قیمتی فرزند تمہارے حوالے کر دیے ہیں۔“

لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کا سلسلہ آپ ﷺ کے مبارک دور سے شروع ہوا اور آج تک جاری و ساری ہے۔ لوگ دین کے پیاسے ہیں۔ جس جگہ بھی جائیں وہاں پر تفریر و تبلیغ کریں تو کوئی نہ کوئی غیر مسلم اسلام قبول کر لیتا ہے۔ جرنی کی جس مسجد کی بات ہو رہی

ہے وہاں بھی ایک شخص کے بعد دوسرے نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اوپر گیلری میں سسر زبٹھی تقریر سن رہی تھیں۔ ان میں سے چند ایک نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ان کے کچھ سوالات تھے۔ مترجم کی مدد سے ان سے بات ہوئی ان میں سے چار نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ یہ بڑی حوصلہ افزا بات تھی۔ اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ صرف جرنی میں کم و بیش ہر سال چار ہزار سے زائد لوگ اسلام قبول کرتے ہیں۔ گویا ماہانہ 328 اور 11 افراد روزانہ اسلام کی نعمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ یہ سلسلہ صرف جرنی ہی میں نہیں بلکہ پورے یورپ اور امریکہ میں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جرنی میں اس وقت کم و بیش چار ملین سے زائد مسلمان بستے ہیں۔ ان میں بڑی تعداد ترکی النسل کی ہے۔ جو یہاں پر اپنی روزی روٹی کے سلسلہ میں آتے ہیں اور پھر یہاں کے ہی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ میرے سامنے بعض بڑے بڑے ممالک میں مسلمانوں کی تعداد کے اعداد و شمار ہیں۔ آئیے ذرا دیکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد مختلف ممالک میں کیا ہے:

ارجنٹائن میں 784000 مسلمان بستے ہیں جبکہ آسٹریلیا میں 4 لاکھ مسلمان ہیں۔ برازیل میں دو لاکھ سے زائد مسلمان ہیں۔ کینیڈا میں ایک ملین، چین میں کوئی ڈھائی کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ ڈنمارک میں 226000، اٹلی میں 16 لاکھ، فرانس میں 5 ملین، جرنی میں پانچ ملین، یونان میں 6 لاکھ، فلپائن میں 5 ملین، سنگاپور میں 8 لاکھ، جنوبی افریقہ میں 8 لاکھ مسلمان بستے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں 5 لاکھ، انگینڈ میں تین ملین اور امریکا میں 5 ملین بستے ہیں۔

میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

یہ دور اپنے برائیم کی تلاش میں ہے
صم کدہ ہے جہان لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ



یاد رفتگان

اساتذہ کے ہمراہ دعوت و تبلیغ کے لیے جایا کرتے تھے۔ خطابت میں شہید اسلام حضرت مولانا حبیب الرحمن یزدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انداز کو اپنانے کی کوشش کرتے۔

ضلع قصور کی مختلف مساجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ اسی طرح مقام حیات سرگودھا، جامع مسجد اہل حدیث رضوان مارکیٹ سرگودھا میں بھی دین حنیف کی خدمت کرتے رہے۔ عوامی انداز رکھنے کی وجہ سے مختلف شہروں میں عوامی جلسوں اور کانفرنسوں میں بھی خطابات کیے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان تھا کہ غیر معروف خطیب ہونے کے باوجود لوگوں میں مقبول اور محبوب تھے۔ خطابت کے ساتھ ساتھ حکمت بھی کرتے تھے اور آخری دن تک اس شعبے سے منسلک رہے۔

وفات کے دن بھی باقاعدہ دکان پر گئے۔ ان کی اہلیہ محترمہ کا کہنا تھا کہ رات کو دکان سے گھر آئے، کھانا کھایا، تمام گھروالوں کو نماز کی تاکید کی اور خود بھی نماز ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔

اچانک گمراہ محسوس کی اور باہر صحن میں آ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اور یہ کہتے ہوئے کہ میں جا رہا ہوں میرا وقت پورا ہو چکا ہے، خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کی روح پرواز کر جاتی ہے۔ اگلے دن مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جنازے کے لیے کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے۔ شدید گرمی کے باوجود ہر طرف لوگ ہی لوگ جن میں اکثریت علماء، قراء اور خطباء حضرات کی تھی۔ مرحوم نے عمر و دہر کے باوجود بھرپور زندگی بسر کی۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ دیہاتی ماحول کے باوجود بچیوں کو بہترین تعلیم دلوائی۔ پساندگان میں ایک بیوہ چار بیٹوں اور چار بیٹیوں کو چھوڑا۔ مرحوم بڑے ملن سار اور مہمان نواز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطاء فرمائے اور پساندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ خصوصاً حضرت مولانا حکیم محی الدین سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ محترمہ کو صبر و ہمت کی توفیق دے، جو ان دنوں بیمار بھی ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لیے دعا بھی فرمائیں۔

درخواست دعا و صحت

مولانا ذوالفقار حیدر رحمہ اللہ جامعہ اسلامیہ بدھلہ بستی اہل حدیث جہانیہ جاتے ہوئے سوئٹزرلینڈ ایکسٹنٹ میں زخمی ہو گئے۔ تمام احباب و علماء کرام سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ دعا گو: قاری محمد اشرف فاروقی حافظہ و الہام

عشرہ خلوتیں..... رب جلیل کی جلوتیں!

تحریر: جناب پروفیسر عبدالعظیم جاناہ

ہوتا ہے اور قلباً و حالاً جلوت سے خلوت آرا ہو جاتا ہے تو اسے حقیقتِ اصلہ کی بے بہا دولت حاصل ہو جاتی ہے، گو یہ خلوتیں اسے رب جلیل کی جلوتیں عطا کر دیتی ہیں۔

اعتکاف رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے، یعنی بیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور بیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے کے بعد یا انیسویں رمضان کو چاند ظاہر ہونے کے بعد مسجد سے نکلے۔

اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، آپ ﷺ اعتکاف کا خوب اہتمام فرماتے تھے، آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر رمضان کے عشرہ آخر کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور اسی سبب کریمہ کو زندہ رکھتے ہوئے امہات المؤمنین بھی اعتکاف کرتی رہیں۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ

وصالِ حق کے لیے تزکیہٴ نفس اور تصفیہٴ باطن کی خواہش ہر دور میں سعیدِ روحوں کا شیوہ رہا ہے اور انسان اخلاقی و روحانی کمال کے حصول کے لیے مختلف نوعیت کی اضافی مشقتیں اور مجاہدات اپناتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ حصولِ مقصد کی تنگ و دو میں کبھی تو وہ جادہٴ اعتدال پر گامزن رہا ہے اور کبھی افراط و تفریط کا شکار ہو گیا ہے۔ وصالِ محبوب کی خاطر تزکیہٴ نفس کے لیے کی جانے والی مختلف النوع کاوشوں میں سے ایک مسلمہ طریقِ مخلوق سے بے رغبتی اور کنارہ کشی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت خلوتِ نشینی ہے اور یہ ربِّ العزت کا اپنے محبوب ﷺ کی امت پر خصوصی لطف و احسان ہے کہ وہ وصالِ حق کی وہ منزل جو اُمم سابقہ کو زندگی بھر کی مشقتوں اور ریاضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، فقط چند روز کی خلوتِ نشینی سے میسر آ سکتی ہے۔ چنانچہ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان چند روز کے لیے علائقِ دنیوی سے کٹ کر گوشہٴ نشین ہو جائے، مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے خالق کی طرف لو لگا لے۔ ان کیفیات سے مملو ہو کر جب انسان دنیا و مافیہا سے کٹ کر صرف اپنے خالق و مالک سے لو لگا لیتا ہے تو اس کے یہ چند ایام برسوں کی عبادت اور محنت و مشقت پر بھاری قرار پاتے ہیں۔

خلوتِ نشینی کا مقصد یہ ہے کہ انسان گوشہٴ تنہائی میں داخل ہو کر خود کو مخلوق سے قلباً جدا کر لے اور جب خلوتِ نشینی سے باہر آئے تو نفس سے خود کو جدا کر چکا ہو، نفس سے جدا ہونے کا مطلب خصالِ نفس سے اپنے آپ کو نمبر کر لینا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ نفس کثرتِ ریاضت و مجاہدہ سے کمزور ہوتا ہے، لیکن ان معمولات سے کہیں زیادہ ندامت کے آنسوؤں اور کثرتِ گریہ و زاری سے کمزور پڑتا ہے۔ کثرتِ رقت و گریہ نفس کی تمام آلائشوں کو دھو دیتی ہے اور رفتہ رفتہ انسان خصالِ نفس سے جدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جب تک انسان نفس کے شر کے تابع رہتا ہے حقیقتِ اصلہ سے محروم رہتا ہے اور جب علائقِ دنیوی سے کچھ دیر منہ موڑ کر تزکیہٴ نفس کی طرف متوجہ

صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صدیقہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری، مسلم)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

رمضان المبارک کی ہر ہر ساعت ہمارے لیے سعادتوں کی پیامبر اور خدائے ذوالجلال کی بے پایاں رحمتوں کی نوید بن کر آتی ہے، لیکن کیا ہم ان سے مستفیض ہو کر اپنے لیے آخری کامیابی کا توشہ و سامان فراہم کرتے ہیں؟ کیا ہم اس ماہِ مقدس کے شب و روز کے سعید لمحوں کو غنیمت جان کر اپنی عافیت سنوارنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ ہم سب کو یہ سوچنا چاہیے کہ ہم اس ماہِ مبارک کا حق کہاں تک ادا کر سکتے ہیں تاکہ ہماری ہر ہر ساعت فیوضِ برکات کی حامل ہو کر ہمارے نامہٴ اعمال میں بطور عبادت لکھ دی جائے۔



مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ

یادِ رفیقان

تحریر: جناب پروفیسر حمایت اللہ مدنی۔ اسلام آباد

کی وجہ سے حضرت مولانا حکیم محی الدین سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا۔ مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ضلعِ قصور کے پسپا علاقے کچہ پکھڑیاں خاص میں ۱۹۶۸ء کو ایک متوسط کنبہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ لیکن دینی محبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دینِ حنیف کی تحصیل کے لیے گھر کو خیر باد کہا اور ڈھولن ہٹھا کر ضلعِ قصور کے دینی مدرسہ سے تحصیلِ علم کا آغاز کیا۔ مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے معروف دینی درسگاہِ تعلیمی اور تربیتی مرکز جامعہ محمدیہ اکاڑہ سے سند فراغت حاصل کی۔

مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ زمانہ طالب علمی سے ہی خطابت سے گہرا شغف اور تعلق رکھتے تھے۔ اپنے

جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا کے امام و خطیب حضرت مولانا حکیم محی الدین سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ جو مئی ۲۰۱۵ء میں خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے جن کا خلا آج تک پورا نہیں ہو سکا۔ مسجد کے منبر و محراب اُداس ہیں، جماعت ایک بہترین مبلغ، عالم اور حکیم سے محروم ہو گئی، جن کی وفات حسرتِ آیات کے زخم ابھی مندل نہ ہوئے تھے کہ سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اہل خانہ کے لیے ایک دوسرا صدمہ آن پہنچا۔ کہ مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ آخری سفر پر روانہ ہو گئے۔

مولانا محمد عمر شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا حکیم محی الدین سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے داماد تھے۔ حکمت، علم، خطابت اور دیگر محاسن حضرت سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شاگردی سے ہی حاصل کیے۔ پھر انہی محاسن اور خوبیوں

طب و صحت

موسم برسات کی بیماریاں

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

ہمارے ہاں موسم برسات عام طور پر جولائی میں شروع ہوتا ہے اور ستمبر کے شروع میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس موسم میں شدید بارشوں کی وجہ سے جگہ جگہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ندی نالے اور دریا پانی سے بھر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی زیادتی سے سیلاب آ جاتا ہے جس سے فصلوں کو نقصان ہوتا ہے اور آبادیاں متاثر ہوتی ہیں۔ سیلابی پانی سے صرف آبادیاں ہی متاثر نہیں ہوتیں بلکہ بارشوں کے پانی اور سیلابی پانی سے نقص پھیلتا اور وبائی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک میں عام حالات میں بھی آلودگی بہت زیادہ ہے، برساتی پانی سے نباتات و حیوانات کی بدبو ماحولیاتی آلودگی میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ اگر اس موسم میں مؤثر تدابیر اختیار نہ کی جائیں اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں۔ اس لیے بارشوں اور سیلابی پانی کے بعد کیچڑ کو اچھی طرح صاف کیا جانا چاہیے۔ مناسب ہو گا اگر فٹائل ڈال کر صاف کیا جائے۔ کمروں کو کھلا رکھا جائے تاکہ تازہ ہوا اور دھوپ سے خشک ہوں۔ موسم برسات میں کمروں کو حمل کی دھونی ہر ہفتے دیں اور گھر میں جراثیم کش ادویہ کا سپرے کریں۔

حفاظتی تدابیر: ☆ موسم برسات میں پانی ہمیشہ اہال کر پئیں۔

☆ پانی میں پوٹاشیم پرملکٹ ڈال کر استعمال کریں۔ ایک گلاس میں تقریباً ایک گرام اور نیکی ایک ہزار لیٹر میں ۱۲ ملی لیٹر کی مقدار کافی ہے۔

☆ جسمانی صفائی کے لیے روزانہ ایک بار غسل ضرور کریں اور لباس روزانہ تبدیل کریں۔ سوتی اور ہلکا لباس پہنیں۔ ☆ گھروں کے قریب پانی کھڑا نہ ہونے دیں، گندگی کے بڑے ڈھیر جن کا اٹھانا مشکل ہو ان پر خشک مٹی ڈال دیں یا دافع عفونت ادویہ کا چھڑکاؤ کریں۔ مثلاً مٹی کا تیل۔ ☆ گھروں میں صفائی کا خصوصی خیال رکھیں تاکہ کبھی، مچھر، کھٹل، لال بیک اور دیگر کیڑوں سے محفوظ رہے۔

☆ اس موسم میں روم کلر کا استعمال نہ کیا جائے اور نہ ہی کھلے آسمان تلے سویا جائے۔ کیونکہ نمی والی ہوا جسم میں بخار کی سی کیفیت پیدا کر دیتی ہے جس میں تھلاؤ اور درد محسوس ہوتا ہے۔ مناسب ہے کہ سائے کی جگہ پر سویا جائے۔ مچھروں کی صورت میں مچھر دانی استعمال کریں۔

غذائی احتیاطیں: ☆ چونکہ ہمارے ہاں موسم سرما برسات مئی جون کی جھلسا دینے والی گرمی کے بعد آتا ہے اور موسم گرما میں شدید گرمی کی وجہ سے پانی اور دیگر میٹھے مشروبات کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جس سے ہمارے جسم میں نمکیات اور حیاتین کی کمی ہو جاتی ہے اور بیشتر مشروبات جسم کے لیے مفید نہیں رہتے، اس طرح جسم کی قوت اور اعضائے ہضم کے افعال صحیح نہیں رہتے۔ ان حالات میں موسم برسات میں پانی میں موجود جراثیم جلدی سے حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم صحیح غذائی احتیاط اور حفظانِ صحت کے اصولوں کی پاسداری کریں تو اس موسم کے عوارضات سے بچ سکتے ہیں۔

☆ کھانا ہمیشہ بھوک رکھ کر اور تازہ کھائیں۔ ☆ بازاری کھانے جو حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق تیار نہ کیے گئے ہوں، استعمال نہ کریں۔

☆ گلے سڑے پھل استعمال نہ کریں، بعض پھل مثلاً امروہ، تربوز، خربوزہ، کھیرا کھانے میں احتیاط کریں۔ ☆ ہاں اشیاء ہرگز نہ کھائیں، زیادہ عرصہ فریز ہوا گوشت نہ کھائیں۔ ☆ تلی ہوئی اشیاء سے احتیاط کریں۔

☆ کھانا زود ہضم اور کم کھائیں۔ ذرا سی بداحتیاطی اور بسیار خوری پیٹ خراب کر دے گی، اس موسم میں پیٹ بہت جلد خراب ہوتا ہے اور پیچش لگ جاتے ہیں۔ ☆ پانی ہمیشہ اہال کر پئیں۔

☆ چھوٹے بچوں کو برف کی قلفیاں اور گولے اور برف کا استعمال نہ کرائیں، نمکین لہی بغیر برف کے مفید ہے۔ ☆ کھانے پینے کی اشیاء ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ موسمی امراض سے بچنے کے لیے اور ان کے خلاف مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے پیاز، لہسن، اورک کا استعمال مفید ہے۔ سرکہ کا استعمال بھی امراض سے بچاتا ہے۔ ☆ پھل سبزیاں دھو کر اور تازہ استعمال کریں۔

☆ بازاری مشروبات سے ہاتھ اٹھائیں البتہ لیوں کی نمک ملی سببجین بہترین مشروب ہے جو متعدد عوارضات سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆ سرکہ موسم برسات کی بیماریوں کا بہترین

علاج ہے۔ اگر سرکہ میں بھگوئے ہوئے پیاز استعمال کیے جائیں تو ہیضہ سے بچا جاسکتا ہے۔ سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا حسین امتزاج ہے جو فاسد اور غلیظ مادوں کو نکالنے اور طبیعت کو فرحت بخشتا ہے۔ جسم میں ادویات کے زہریلے اثرات کو ختم کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھینسیوں سے بچاتا ہے۔ پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ غذا کو جلد ہضم کرتا ہے۔ ہر قسم کی سوزش میں مفید اور جسم میں حرارت کو ختم کرتا ہے۔

موسم برسات کے امراض اور علاج

ہیضہ: یہ اس موسم کا عام مرض ہے ذرا سی بد پرہیزی سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ ہیضہ سے بچاؤ کے لیے سرکہ بھگوئے پیاز کا استعمال مفید ہے۔ ہیضہ کی صورت میں فی الفور قریبی معالج سے رجوع کریں۔

نزہ و زکام: ایسی صورت میں نیم گرم پانی کے غرارے کریں اور آنے کا چھان چھ گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر ہلکا نمک ملا کر گرم گرم پی لیں۔

کھانسی: ملٹھی چھ گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر پی لیں۔

لیبریا بخار: برگ تلسی ایک تولہ، کالی مرچ سو گرام، کالا نمک سو گرام لے کر پنے برابر گولیاں بنالیں اور صبح نہار منہ اور رات کو دودھ یا پانی سے کھالیں۔

خارش پیچ: نیم کے تازہ پتے اہال کر ٹھنڈا کر کے اس پانی سے صسل کریں اور گندھک آملہ سار ۱۲۰ ملی گرام صبح و شام پانی سے استعمال کریں، گرم و محرک اشیاء انڈا، مچھلی، مرچ، مصالحہ جات سے احتیاط کریں۔

چھیش: ایسی صورت میں اسپنخول ثابت ۲۰ گرام دہی میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ کھالیں۔ قے و مٹی کی صورت میں نمکول استعمال کریں۔

ناعیفائیڈ بخار: ایسی صورت میں گلو کے پتوں کا جوشاندہ دن میں تین بار پی لیں۔

سیلابی خارش: سیلابی پانی سے خارش بھی ہو جاتی ہے اور انگلیاں گل جاتی ہیں، ایسی صورت میں نیم کے تازہ پتوں کے جوشاندے سے غسل کریں اور انگلیاں دھوئیں۔

آشوب چشم: اگر آنکھوں میں جلن ہو تو عرق گلاب کے دو دو قطرے دن میں تین بار آنکھوں میں پکائیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35419788

عبداللہ صاحب نے لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں میں جامعہ محمدیہ مرکز اہل حدیث میں ایک تقریب کا انعقاد کروایا اور مقررین نے مؤرخ اسلام ﷺ کی خدمات کو سراہا اور بھیٹی صاحب ﷺ کی کتب کو کافی مقدار میں مفت تقسیم کیا گیا اور بعد میں بھیٹی صاحب ﷺ کو شیلڈ دی گئی۔

تفاس کو نہیں آتی یوں تو سب ہی مرتے ہیں
پراس مرحوم کی بونے کفن کچھ اور ہی کتنی ہے

⑨ ۳ مئی ۲۰۱۵ء جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ایک منفرد تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ مولانا محمد اسحاق بھیٹی ﷺ اپنے برادر اصغر جناب سعید احمد بھیٹی ﷺ کے ہمراہ جامعہ سلفیہ تشریف لائے تو چودہری یونس ظفر صاحب، مولانا حافظ مسعود عالم صاحب، شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالعزیز علوی صاحب، مولانا حافظ عبدالاعلیٰ رحمانی، مولانا محمد یوسف انور سبھی نے اپنے اپنے انداز میں بھیٹی صاحب کے کام کو سراہا۔ بھیٹی صاحب نے خود بھی بڑا دلچسپ اور پرمغز خطاب کیا اور آخر میں بھیٹی صاحب کو جامعہ سلفیہ کی طرف سے شیلڈ دی گئی۔

کچھ حقائق کچھ معارف کچھ لطائف کچھ نکات
اس طرح نکھرے پڑے ہیں جیسے تاروں کی بارات

⑩ جولائی ۲۰۱۵ء پیغام ٹی وی کی طرف سے بھیٹی صاحب کو شیلڈ دی گئی۔

⑪ آزاد کشمیر ضلع نیلم اٹھ مقام میں ۱۵ ستمبر ۲۰۱۵ء کو سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ بھیٹی صاحب اس کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے۔ وہاں بھیٹی صاحب کا خطاب بھی ہوا اور انہیں شیلڈ دی گئی۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ برطانیہ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز منگل بھیٹی صاحب اپنی عمر کی ۹۱ بہاریں گزار کر دائمی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

اللہم اغفر له وارحمه وادخله الجنة الفردوس!

مولانا محمد اسحاق بھیٹی کے اعزازات

عبدالجبار کے نام سے کسی نہ کسی مصنف کو (جسے مناسب سمجھیں) ہر سال ۱۴ اگست کو شیلڈ دیتے ہیں مہمان خصوصی انہوں نے فیصل آباد کے علی ارشد اور لاہور سے حافظ احمد شاکر اور حماد شاکر کو بنایا تھا لیکن ۱۴ اگست ۲۰۰۷ء کو بھیٹی صاحب کو ہندوستان کا ویزہ نہ مل سکا۔

ایسے دیوانے کہاں ہوں گے کہاں سے لاؤ گے
ڈھونڈنے نکلے گے لیکن ڈھونڈنے نہ پاؤ گے

⑤ ۳ جولائی ۲۰۰۸ء بھیٹی صاحب ﷺ کو مرکز دعوت الجالیات (کویت) کو حاضر ہونے کی دعوت دی گئی۔ بھیٹی صاحب ﷺ وہاں گئے کویت کے اخباروں نے بھیٹی صاحب کے متعلق مضامین شائع کیے اور وہاں قرطبہ ہال میں بھیٹی صاحب ﷺ کو مؤرخ اہل حدیث کے خطاب اور شیلڈ سے نوازا گیا۔

کبھی فرصت ہو تو سن لینا
بھری پڑی ہے داستاں میری

⑥ ۱۶ اگست ۲۰۰۸ء مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی دفتر ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں منعقد تقریب میں بھیٹی صاحب ﷺ کی خدمات کو سراہا گیا اور انہیں شیلڈ عطا کی گئی۔

ہزاروں سال نرس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

⑦ ۱۱ جنوری ۲۰۰۹ء ہمدرد ہال لاہور میں جناب حافظ احمد شاکر صاحب مدیر مسئول ہفت روزہ الاعتصام لاہور اور ان کے بیٹوں (شاکرین) کی طرف سے تقریب کا انعقاد ہوا اور بھیٹی صاحب ﷺ کو شیلڈ سے نوازا گیا۔

انہیں خوش رہنے کی عادت تھی ہمیشہ
الہی اب انہیں استقامت عطا فرما

⑧ ۱۱ اپریل ۲۰۱۵ء حافظ محمد اسلم حنیف اور قاری

مؤرخ اہل حدیث، عظیم صحافی، سرمایہ جماعت، مصنف کتب کثیرہ، تحریک آزادی کے گمنام سپاہی، حلقہ علم ودانش کے محور، جماعتی تاریخ کا عظیم انسائیکلو پیڈیا جناب بھیٹی صاحب ﷺ کے اعزازات کی تفصیل بہت لمبی ہے تاہم مختصر یوں ہے کہ

① ۱۲ اگست ۲۰۰۵ء میاں محمد طاہر صاحب نے اپنے مرکز ”مرکز الحرمین الاسلامی“ میں مؤرخ اسلام کو دعوت دی۔ وہاں بھیٹی صاحب مرحوم کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔ مؤرخ اسلام آبروئے قلم و قراطاس محمد اسحاق بھیٹی صاحب کو شیلڈ دی گئی۔

آتی رہیں گی یاد ہمیشہ یہ صحبتیں
ڈھونڈا کریں گے ہم تمہیں فصل بہار میں

② ۱۴ اگست ۲۰۰۵ء حافظ عبدالستار عاصم (لندن) لکڑا علامہ خطیب بے باک حافظ طارق محمود یزدانی اور بعض دوسرے حضرات نے صوفی ریسٹورنٹ ہال میں تقریب کا اہتمام کیا اور مؤرخ اسلام ﷺ کو شیلڈ دی۔

اب تو یاد رفتگاں کی ہمت نہیں پڑتی
یاروں نے بہت دور بسائی ہیں بستیاں

③ ۲۷ مئی ۲۰۰۶ء مرکز ابن الخطاب الہ آباد ضلع قصور میں مولانا اکبر سلیم ﷺ کے مدرسہ میں ایک تقریب ہوئی وہاں بھیٹی صاحب ﷺ کی خدمات کا مقررین نے اعتراف کیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجو اولوی ﷺ کے دست مبارک سے مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھیٹی ﷺ کو شیلڈ دی گئی۔

زیادہ دن نہیں ہوئے یہاں کچھ لوگ رہتے ہیں
جودل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے

④ ۱۴ اگست ۲۰۰۷ء ہندوستانی محقق و مصنف پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمن فریوئی (امام سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب) نے اپنے والد محترم مولانا

غزوہ بدر نے اہل حق کو باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینے کا درس دیا۔ ڈاکٹر عبدالغفور راشد

غزوہ بدر اہل حق کی لازوال فتح کا مظہر ہے۔ اس نے دنیاے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ معرکہ بدر رسول اللہ ﷺ اور ان کے جاٹار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اللہ کے آخری پیغام ہدایت کو بچانے کی سرفروشانہ جدوجہد کا نام ہے۔ غزوہ بدر نے اہل حق کو باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینے کا طریقہ سکھایا۔ امریکہ کے غرور و تکبر کو خاک میں ملانے کے لیے بدر کی تاریخ کو دہرا نا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے غزوہ بدر کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب دین اور اہل حق کے وجود کو دشمن سے خطرات لاحق ہو جائیں تو پھر مکالمہ بین المذاہب مذاکرات کی راگنی اور ڈالروں کی خیرات کام نہیں آتی بلکہ ان حالات میں اللہ کی تائید و نصرت پر بھروسہ غیرت ایمانی اور مجاہد کی تلوار ہی کام آتی ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے حکمرانوں نے امریکی غلامی اور ڈالروں کی چپک میں آ کر اسلام اور نظریہ پاکستان کو بھلا دیا۔ انہوں نے کہا کہ اندرونی و بیرونی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے اور دفاعی و اقتصادی محاذ کو مضبوط بنانے کے لیے غزوہ بدر سے رہنمائی حاصل کر کے جرات مندانہ پالیسیاں بنانا ہوں گی۔ (میڈیا سیل مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)

پرائیویٹ جج سکیم کی بکنگ ۱۵ جولائی تک جاری رہے گی۔

جج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (ہوپ) کے صوبائی چیئرمین حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ وزارت مذہبی امور کی طرف سے ملک بھر کے جج آرگنائزرز کو پرائیویٹ جج سکیم کے تحت بکنگ کے لیے آفر لیٹرل چکے ہیں اور پرائیویٹ جج سکیم کے تحت بکنگ 15 جولائی تک جاری رہے گی۔ اس سال پرائیویٹ جج سکیم کے تحت 72000 عازمین جج کی سعادت حاصل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عازمین جج اچھی طرح چھان بین کر کے حکومت سے منظور شدہ ٹوررز آپریٹر کو منتخب کریں اور پھر ان کے ساتھ جج کا معاہدہ زبانی کلامی نہیں بلکہ تحریری صورت میں کریں۔ یہ جاننے کے لیے کہ آیا ٹورر آپریٹر حکومت پاکستان سے رجسٹرڈ ہے یا نہیں؟ آپ وزارت مذہبی امور، اپنے متعلقہ حاجی کمپ یا ہوپ کے دفاتر سے رابطہ کریں۔ حافظ شفیق کاشف نے کہا کہ عازمین جج ایسے ٹوررز آپریٹر کے پاس بکنگ کروانے سے گریز کریں جو وزارت مذہبی امور میں انرولڈ تو ہیں لیکن ان کے پاس جج کوڈ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جج کوڈ کی حامل کمپنیوں کی کنفرمیشن حاصل کرنے کے لیے آپ 8331 پریکٹس کا انرولمنٹ نمبر میسج کر کے ان کی حیثیت چیک کر سکتے ہیں۔

غزوہ بدر یوم الفرقان

غزوہ بدر اسلام اور کفر کے درمیان اولین عظیم الشان معرکہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔ مسلمانوں نے انتہائی قلیل وسائل کے باوجود اللہ پر توکل کرتے ہوئے فتح و نصرت حاصل کی۔ ان خیالات کا اظہار اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدی G-9/2 میں منعقدہ تربیتی و اصلاحی افطار پروگرام سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا بہادر علی سیف نائب امیر پنجاب نے کہا کہ اگر آج بھی مسلمان نبی کریم کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں تو کامیابی ان کے قدم چوم لے گی۔ دنیا کا امن و امان اسلام کی سنہری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے وابستہ ہے۔ مولانا قاری عبدالمنان نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان کا میڈیا لوگوں کو اسلام کے بارے میں صحیح رہنمائی فراہم کرے تاکہ اسلام کی تعلیمات سے صحیح معنوں میں استفادہ کیا جاسکے۔ حکومت ایسا ماحول پیدا کرے کہ لوگ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ مولانا ثاقب سرور ساقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کی کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں مضمر ہے۔ اطاعت رسول کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ مسلمان دین سیکھنے کے لیے محنت کریں تاکہ اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔

درخواست دعائے صحت

گذشتہ دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے ناظم امتیاز احمد مجاہد کی تبدیلی کردہ کا آپریشن ہوا جو بحمد اللہ کامیاب رہا۔ تاہم ابھی وہ ہسپتال میں زیر علاج اور روبصحت ہیں۔ جملہ قارئین کرام موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

جمعیت اساتذہ پاکستان کا اجلاس

جمعیت اساتذہ پاکستان کے صدر پروفیسر حافظ شفیق اللہ عمر نے لاہور گورنوالہ اور فیصل آباد ویرن کے ذمہ داران اور نمائندگان کا اجلاس 17 جولائی بروز اتوار صبح دس بجے مرکزی دفتر 106 راوی روڈ میں طلب کیا ہے جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم ذیلی تنظیمات پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد خصوصی شرکت اور خطاب فرمائیں گے۔ ایجنڈا (۱) اہداف کا تعین (۲) تنظیم سازی کے مختلف مراحل (۳) ڈویژنل اور صوبائی نظم کا قیام (۴) دیگر امور بااجازت صدر مجلس۔
نوٹ: احباب جماعت سے بھرپور رابطہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر رابطہ نہ ہو تو احباب گرامی خود بھی رابطہ فرما سکتے ہیں۔

منجانب: پروفیسر عطاء الرحمن ظہیر: 0300-6973754

اسلامک اسٹڈیز کورس کی تکمیل پر جامع مسجد گرین لین برمنگھم میں منعقدہ اجتماع

قرآن کی تلاوت کرنا، قرآن سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

ہے۔ گرین لین مسجد کی انتظامیہ کا شکریہ کہ انہوں نے اس قرآنی اور اسلامک اسٹڈیز کلاس کے لئے جگہ اور سہولیات فراہم کیں۔

ڈاکٹر احتشام برمنگھم کے معروف کنسلٹنٹ ریٹائرڈ ڈاکٹر ہیں۔ وہ شروع دن سے آخر تک مکمل ساڑھے نو سال کلاس میں شریک رہے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم پروفیشنل حضرات کے پاس دینیو علم کا خزانہ ہے مگر دینیو علم نہ ہونے کی وجہ سے بڑی محرومی ہے۔ اسلام اور قرآن کی زبان عربی ہے، اس لئے اس کا تھوڑا بہت جانا ضروری ہے۔ اسی طرح ترجمہ اور تفسیر قرآن سن لینا بھی مفید ہے، مگر باقاعدہ ان کے معانی جانا قرآن فہمی کے لئے از حد ضروری ہے۔ اس کلاس میں ۲۰ خواتین اور تقریباً اتنے ہی مرد حضرات شریک تھے۔ کئی مساجد میں عورتوں کا داخلہ منع ہے، مگر الحمد للہ اس مسجد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصول علم کا موقع دیا گیا۔ میں استاذ محترم شیخ عبدالہادی العری کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دیک ایڈ میں ہمیں تعلیم دی، جبکہ لوگ چھٹیوں کو اپنی فیملی کے لئے مختص کرتے ہیں۔

معروف جی پی ڈاکٹر محمد حفیظ اور محترمہ ڈاکٹر مسز حفیظ بھی اس کلاس کے اسٹوڈنٹ رہے ہیں۔ انہوں نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم میں محکم آیات بھی ہیں اور تشابہ بھی، اگر استاذ کا عقیدہ صحیح نہ ہو تو قرآن حکیم کی تفسیر احادیث کی روشنی میں سمجھانے کے بجائے لوگوں کو رائے اور قیاس کے مطابق سمجھانے کی کوشش کرے گا اور شرک و بدعات اور باطل عقائد قرآن سے ثابت کر کے اپنے ساتھ اپنے شاگردوں کو بھی جہنم کا مستحق بنا دے گا۔ (نعوذ باللہ) بقول: ”خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں“۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسے موصوٰح صحیح العقیدہ اور متبع سنت استاذ سے قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ جس سے قرآن بآسانی ہمارے دل و دماغ میں اترتا گیا اور ہمارا شرح صدر ہو گیا۔

ڈاکٹر مسز قریشی جو برمنگھم کی سینئر ڈاکٹر ہونے کے

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کے فضل و کرم سے یہ توفیق حاصل ہوئی کہ میں اپنے تلامذہ کو مکمل قرآن حکیم ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھا سکوں اور ساتھ ہی حدیث و فقہ، سیرت رسول ﷺ اور توحید و عقائد کے تعلق سے اہم اور بنیادی دروس دے سکوں۔ اسی طرح میں اپنے اسٹوڈنٹس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کے ذوق و شوق نے ایک بہت ہی مشکل امر کو ممکن بنا دیا، ورنہ جب قرآنی دروس کا آغاز ہوا تو ارادہ تھا کہ چند پارے پڑھا دیئے جائیں تاکہ ایک حد تک قرآن کا پیغام ان تک پہنچ جائے، کیونکہ ڈاکٹر حضرات و خواتین اور اسکالر لوگ جو برسر روزگار ہیں ان کے لئے زیادہ وقت نکالنا آسان نہیں تھا۔ اختتام ہفتہ میں ڈیڑھ گھنٹے کی کلاس میں ایک گھنٹہ قرآن کے ترجمہ و تفسیر کیلئے وقف تھا اور نصف گھنٹہ حدیث و فقہ اور دوسرے علوم کے لئے۔ کبھی کبھی صرف ایک آیت پر پورا ایک گھنٹہ صرف ہو جاتا تھا اس لئے کہ قرآن ختم کرنا ہمارا نارگٹ نہیں تھا بلکہ قرآن سمجھنا اصل مقصود تھا۔ ۲۰۰۶ء میں جب دوسرے پارے کا ترجمہ اور تفسیر ختم ہوئی تو محترمہ ڈاکٹر خالدہ اور محترمہ ڈاکٹر صابرہ نے کہا کہ کیا یہی اچھا ہو کہ آپ پورے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر اسی طرح پڑھا دیں۔ الحمد للہ ساڑھے نو سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہو گیا۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ مولانا محمد عبدالہادی العری نے جامع مسجد گرین لین برمنگھم میں اسلامک اسٹڈیز کورس کی تکمیل پر منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی، جن کی ساری زندگی پیرس میں دین کی خدمت میں گزری اور امریکہ میں وفات پائی، ان کی بیشمار ڈگریاں تھیں مگر وہ کہا کرتے تھے کہ ان سب ڈگریوں میں قرآن کی سند سب سے بڑی ڈگری ہے۔ اس لئے کہ قرآن فہمی کے بغیر دنیا کی ساری ڈگریاں بیچ ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرنا، قرآن سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا، مسلمانوں کی ذمہ داری

ساتھ ساتھ دین اسلام کی معروف داعیہ اور مبلغہ ہیں، وہ بھی اس کورس کی اسٹوڈنٹ تھیں، انہوں نے پس پردہ اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام میں علم کی بڑی اہمیت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کی درخواست پر ان کی تعلیم کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرما دیا تھا۔ مجھے اس کلاس میں قرآن حکیم کے ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ ساتھ حدیث سے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ تعلیم کے لئے پروجیکٹر اور کمپیوٹر کا استعمال کیا گیا تاکہ اسکرین پر ہم آسانی پڑھ سکیں۔

محترمہ عائشہ بنت عبدالہادی نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ دینیو ڈگریاں مکمل کئے ہیں مگر قرآن و حدیث سے غافل تھے۔ اس کلاس کے ذریعہ ہمیں یہ علم حاصل ہوا ہے۔ یہ ایک زریں موقع ہے، میں ان تمام بھائی بہنوں کو جو قرآن و حدیث کی روح سے واقف ہونا چاہتے ہیں، اس کلاس میں شریک ہونے کی درخواست کرتی ہوں۔

یو کے اسلامک مشن برمنگھم کے علامہ ڈاکٹر محمد خالد نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمام انسانیت کے معلم ہیں۔ اس سوسائٹی میں بہت سے مسائل ہیں اور ان کا حل قرآن حکیم میں موجود ہے۔ میں قابل صد احترام مولانا عبدالہادی العری اور ان کے کورس میں شریک ڈاکٹر حضرات و خواتین اور اسکالرز اور دانشوروں کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد امداد الحسن نعمانی (جمعیت علماء برطانیہ اور تحریک ختم نبوت) نے اپنے خطاب میں کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرور کائنات ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے، راستہ میں انہیں معلوم ہوا کہ ان کی ہمیشہ مسلمان ہو چکی ہیں تو ہمیشہ کے پاس پہنچ کر انہیں مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ جب انہوں نے بہنوئی سے قرآن حکیم سنا تو ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ قرآن حکیم ایسی کتاب ہے جس سے دل کی کائنات بدل جاتی ہے۔

مولانا خورشید (جمعیت علماء برطانیہ) نے اپنے خطاب میں کہا کہ سارے انبیاء نے سب سے پہلے توحید کی دعوت دی ہے۔ قرآن حکیم میں توحید پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ عقیدہ توحید ہے تو دیگر عبادات بھی مفید ہیں، اگر توحید نہیں تو پھر دیگر عبادات کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

تدبیر کے کتاب

آپ کا خطاب سامعین کو اپنی طرف توجہ رکھنے پر مجبور کر دیتا اور سیاسی افکار کا عصر بھی نمایاں ہوتا۔ کتاب حضرت کے اکیس اہم خطبات پر مشتمل ہے ان خطبات میں عقیدہ توحید کا اثبات بھی ہے شرک و بدعات کی تردید بھی ہے مسلک اہل حدیث کی خدمات کا تذکرہ بھی ہے اور جماعتی خدمات کا بیان بھی ہے اور احکام و مسائل ارکان اسلام نیز سیاسیات اور فکر آخرت کا بیان بھی ہے۔ الغرض دین کے حوالے سے متنوع عنوانات پر مشتمل علمی مواد کا ایک دل کش اور حسین مجموعہ ہے۔ خطبات کی ترتیب و تخریج کے لیے فاضل مرتب جناب حافظ عبدالرزاق اظہر نے بڑی عرق ریزی اور ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر وہ تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔ خطبات پر امیر محترم سینیئر پروفیسر ساجد میر رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خوبصورت اور عالمانہ تقریظ موجود ہے۔ یہ گرانقدر خطبات علمی حلقہ میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ اسے ہر لائبریری میں اور خطیب حضرات کے پاس ہونا ضروری ہے۔

میری رائے میں خطبات جمعہ کے ساتھ تاریخ خطبہ بھی لکھی جاتی تو بہت مناسب ہوتا۔ آئندہ ایڈیشن میں پروف ریڈنگ کی اغلاط کی اصلاح ضروری ہے۔ صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوبرانوالہ ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی گوبرانوالہ سے گزارش ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے باقی خطبات و دروس اور مقالہ جات کو بھی احاطہ تحریر میں لا کر کتابی صورت میں شائع فرمائیں تاکہ یہ علمی سرمایہ محفوظ ہو اور اہل علم اس سے مستفید بھی ہوتے رہیں۔

خطبات شیخ الحدیث

مرتبہ: حافظ عبدالرزاق اظہر

صفحات: 424 خوبصورت طباعت، بہترین گٹ اپ

ناشر: دارالحدود

تبرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

ہیثم اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ سابقہ سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان علمی، تعلیمی، تبلیغی، تدریسی، تنظیمی، جماعتی اور سیاسی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف ایک ممتاز عالم دین، کامیاب معلم و مدرس، پرتاثر مبلغ اور لائق ترین منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ جماعتی امور کی تنظیم و تسنیم اور توسیع میں انتہائی ماہر، مدبر اور زیرک شخصیت تھے۔ نیز دینی علوم و فنون میں رسوخ، صلاحیت اور گہرائی کے نتیجہ میں آپ کے دروس اور خطبات جمعہ بے حد مقبول تھے، موسم کی شدت اور برودت کی پروا کیے بغیر لوگ آپ کے درس اور خطبہ جمعہ میں دور دراز مقامات سے کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ راقم الحروف کو بار بار حضرت کے دروس میں شامل ہو کر حظ اٹھانے کا موقع ملا جبکہ خطبہ جمعہ میں تو بڑی باقاعدگی کے ساتھ والد محترم کی معیت میں حاضری ہوتی تھی۔ حضرت کا خطبہ جمعہ اپنے دور میں گوجرانوالہ شہر کا سب سے بڑا جمعہ کا اجتماع ہوا کرتا تھا اور مسجد سے باہر بازار میں بھی سامعین کے لیے بیٹھے کا انتظام کرنا پڑتا۔ آپ کا خطبہ قرآن و حدیث کی دعوت، مسلک سلف صالحین، فکر محدثین اور اہل حدیث کی ترجمانی کا آئینہ دار ہوتا تھا۔

جامع مسجد اہل حدیث گرین لین برنگھم کے امام و استاذ قاری ذکاء اللہ سلیم نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کے نبی کا ارشاد گرامی ہے: ”تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔“ اس روشنی میں مولانا عبدالہادی العمری قابل مبارک باد ہیں جو اتنے طویل عرصہ تک اپنے تلامذہ کو یہ بہترین کورس پڑھاتے رہے۔ اب ہم تمام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ علم کا حصول عمل کا ایک حصہ ہے۔ صرف علم حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے ادا پر عمل کرنا اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اللہ کریم ہمیں علم کے ساتھ ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

معروف اسکالر مولانا ڈاکٹر خرم بشیر امین نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کی خاص توفیق کے بغیر یہ کورس مکمل نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے اس موقع پر تمام اسٹوڈنٹس اور استاذ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ مولانا شیر خان جمیل احمد عمری نے اپنے خطاب میں کہا کہ دین کا علم حاصل کئے بغیر دنیا بھر کے علوم حاصل کر لیں تو اس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ ان پر سورہ روم کی آیت نمبر ۷ صادق آتی ہے۔ کہ (وہ لوگ دنیوی زندگی سے واقف ہیں مگر آخرت سے غافل ہیں) دین کا بنیادی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے مگر اس میں اسپیشلسٹ ہونا یہ فرض کفایہ ہے۔

خطیب نیو کاسل مولانا عبدالباسط العمری نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک طویل مدت میں یہ کورس اختتام کو پہنچا۔ استاذ محترم اور اسٹوڈنٹس اور سارے ہی معاونین و منتظمین مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

برنگھم کے جناب ممتاز احمد نے ایک ادبی اور اصلاحی انشائیہ پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے منظوم کلام ”قرآن پڑھو“ پیش کیا۔ صدر جلسہ مولانا حبیب اللہ اثری نے ڈاکٹر احتشام الحق، ڈاکٹر عبداللطیف، ڈاکٹر مسز قریشی اور عائشہ عبدالہادی کو اپنی تصنیف منظوم ترجمان القرآن تحفہ پیش کیا۔ جناب محمد فاروق نسیم جو اس کورس کے اسٹوڈنٹ بھی ہیں، انہوں نے بخوبی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ دوران نظامت انہوں نے قرآن

احساسات و خیالات کی وجہ سے بعض معززین کے خیالات سے محروم رہ گئے۔ حاضرین میں مولانا محمد ابراہیم میرپوری، جناب ملک فضل حسین، خواجہ محمد عارف، حاجی عبدالغنی، حاجی محمد صدیق، حاجی غلام ربانی، افتخار احمد جگنو، جناب محمد بشیر حافظ آبادی، قاری محمد حمید الدین، سعد باجمیر، شاہد عبدالفتاح، قاری سید یعقوب، کیمبر مین محمد جمیل صاحب، عبدالرزاق چودھری، قاری نور، ڈاکٹر مصطفیٰ، ڈاکٹر جنید پنیل، قاری عبدالعزیز اور بہت سے معزز خواتین و حضرات شریک اجتماع تھے۔ جزاؤں اللہ احسن الجواہر

حکیم پر اپنا منظوم کلام بھی پیش کیا۔ اسی طرح عمری علمائے کرام کے استاذ محترم ابوالبلیان حماد العمری کی اس موضوع پر معروف نظم کے اشعار بھی وقفے وقفے سے پیش کر کے اپنی نظامت میں چار چاند لگا دیئے۔

حافظ اعظم اور حافظ عمار بن عبدالہادی کی تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا اور شکر یہ اور دعائے مسنون پر اس کا اختتام عمل میں آیا۔ آخر میں تمام حاضرین محفل کی خدمت میں پر تکلف ظہرانہ پیش کیا گیا۔ تنگ دامانی وقت اور تلامذہ کے بہت ہی زیادہ

مولانا سید عبدالستار کلیم شاہ کا انتقال پر ملال

○ مولانا عبدالستار کلیم 11 جون کو دوپہر 12:20 بجے اپنے والد محترم سید محمد اسلم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی تیمارداری کے لئے دھونگل سے ریحان چیمہ جاتے ہوئے وزیر آباد سیالکوٹ روڈ کے اوور ہیڈ برج پر تیز رفتار ڈمپر کی ٹکر سے جام شہادت نوش فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ان کے ساتھ ان کی ایک معصوم عزیزہ بھی اس حادثہ میں اللہ کو پیاری ہو گئی۔ امیر پنجاب پروفیسر عبدالستار حامد، مولانا محمد ابراہیم محمدی، حافظ حامد رحمان، نعمت اللہ ظفر، سمیت بڑی تعداد میں علماء کرام، کارکنان مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس اور احباب جماعت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال داخل ہو گئے۔ قانونی کارروائی کے بعد تقریباً 15:45 بجے ڈیباڈی سید محمد اسلم شاہ اور احباب کے حوالے کی گئی۔ جس کے فوراً بعد جسد خاکی دھونگل لے جایا گیا اور وہاں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ہر کتب فکر کے ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ اس کے بعد جسد خاکی کو ریحان چیمہ لے جایا گیا وہاں رات 8:30 بجے نماز جنازہ کی ادا کی گئی کے بعد جسد خاکی کو آبائی گاؤں بھرائیاں تحصیل نوشہرہ درکان پہنچایا گیا۔ دوسرے دن 12 جون 2016 صبح 8:00 بجے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد سید عبدالستار کلیم رحمۃ اللہ کو سپرد خاک کیا گیا۔ یہاں بھی ہزاروں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔ تینوں مقامات پر نماز جنازہ امیری پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی امامت میں ادا کی گئی۔ جب کہ قبر پر دعا حافظ عبدالسیح عاصم نے کروائی۔ نماز جنازہ میں امیر ضلع قاری محمد حنیف ربانی، ناظم ضلع قاری تنویر قریشی، شیخ الحدیث مولانا فاروق احمد راشدی، ہر پرست شی مولانا محمد صادق شتیق، مولانا ابوسفیان سلفی، مولانا محمد ابراہیم ظہیر، حافظ امتیاز احمد محمدی، مولانا محمد ابراہیم محمدی، مولانا سیف اللہ خالد، حافظ محمد آصف ندیم، ماسٹر فضل کریم قاری محمد اشرف کھل، مولانا نوید احمد محمدی، حافظ خلیل احمد بٹ، مولانا فیض الرحمان راسخ سمیت بڑی تعداد میں علماء کرام اور احباب جماعت شریک ہوئے۔ محترم شاہ صاحب نے وزیر آباد میں بھرپور زندگی گزاری تقریباً 13 سال دھونگل میں خطیب رہے۔ مرکزی جمعیت الہمدیہ تحصیل وزیر آباد کے 2 مرتبہ امیر بھی منتخب ہوئے اور وفات تک اس عہدے پر فائز تھے۔ اب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث احمد گڑ میں خطیب تھے۔ مرحوم نے پسندنگان میں بوزھے مگر بلند حوصلہ والدین، بیوہ، 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے چھوڑے ہیں۔ قارئین کرام! مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی خصوصی دعا کریں اور ان کے والدین خصوصاً والد محترم سید محمد اسلم شاہ کی صحت کاملہ دعا جلد کے لیے بھی دعا کریں۔

اخبار الجماعۃ

السمعیہ میں روڈ کشن اقبال میں مولانا صاحبزادہ قاری ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن دیا۔

منجانب: شعبہ تبلیغ تحصیل رحیم یار خاں
0300-6979796

گوجرہ میں افطار پارٹی

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام مرکز اہل حدیث النور ہومز و جکوٹ روڈ گوجرہ میں 14 جون بروز منگل افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں حافظ محمد زکریا مفتی محمد اسلم خان، حافظ محمد اسلم جٹ، مولانا غلام مرتضیٰ عابد میاں محمد ارشد، محمد ایوب سجاد، محمد سرفراز حسن اور مولانا محمد یحییٰ عزیز، مولانا عابد الرحمن رندھاوا و دیگر شخصیات اور مقامی صحافیوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر حافظ محمد زکریا نے درس قرآن دیا۔ مفتی محمد اسلم خان نے جامع مسجد قباء الہمدیہ کالج روڈ گوجرہ میں بعد نماز عصر درس قرآن دیا۔

وی پی آر ہا ہے

○ جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

ملک شتیق الرحمن کو صدمہ!

○ اہل حدیث یوتھ فورس ڈویژن فیصل آباد کے صدر جناب ملک شتیق الرحمن کے والد گرامی حاجی ضیاء الرحمن گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ان کی نماز جنازہ مولانا شتیق اللہ صاحب نے پڑھائی۔ مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا عبدالرزاق ساجد، نعیم الرحمن شیخ پوری نے نماز جنازہ سے قبل مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ قبر پر دعا حافظ ذاکر الرحمن صدیقی نے کروائی۔ کثیر تعداد میں علماء کرام جماعتی احباب نے شرکت فرمائی۔ مولانا نعیم بٹ، عبدالستار حامد میاں محمود عباس، حافظ فیصل افضل شیخ و دیگر رہنماؤں نے فنون پر تقریر کی۔

منجانب: مولانا عطاء الرحمن حقانی، ناظم دفتر AYF پاکستان

تحصیل رحیم یار خاں کے تبلیغی اجتماعات

پروگرام نمبر 109..... 16 مئی بروز سوموار بعد نماز مغرب مسجد محمدی حبیب کالونی گلی نمبر 1 تحصیل ناظم صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن وحدیث دیا، احباب نے بکثرت شرکت کی۔

پروگرام نمبر 110..... 17 مئی بروز منگل بعد نماز مغرب مسجد رحمانی الہمدیہ ہستی نور یوواں میں مولانا یونس محمدی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 111..... 18 مئی بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد فاطمہ الہمدیہ اسلامیہ کالونی میں سیرت النبی کانفرنس میں مولانا محمد اکرم شہزاد اور مرزا افتخار کے درس ہوئے۔

پروگرام نمبر 112..... 19 مئی بروز جمعرات بعد نماز عصر مرکز منہاج الاسلام میں تحصیل ناظم کی دعوت پر مولانا عبدالرحمن جٹ سرپرست تحصیل نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 113..... 19 مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد اکرام چلڈرن ہسپتال میں ڈاکٹر اکرام اللہ کی دعوت پر مولانا عبدالرحمان بھی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 114..... 19 مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن وحدیث دیا۔

پروگرام نمبر 115..... 20 مئی بروز جمعہ نماز مغرب مرکزی مسجد مبارک میں قرآن وحدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جناب رانا شاہد محمود صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری، حافظ محمد حبیب شاہد نے خطابات کیے۔

پروگرام نمبر 116..... 20 کا خطبہ جمعہ مرکز اہل حدیث مسلم بازار شی رحیم یار خاں میں مولانا حافظ محمد مصیب شاہد چیمہز میں انٹرنیشنل قرآن اکیڈمی (آف کراچی) نے ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 117..... 20 مئی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد عثمان غوث پور میں مولانا قاری محمد یوسف محمدی نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 118..... 20 مئی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد امانت الرحمن دنگیر کالونی میں مولانا ابراہیم خلیل نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 119..... 20 مئی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد المکرم ڈوی ساگی میں مولانا قاری عبدالصواب نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 120..... 21 مئی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد

ماہ مکی کی تبلیغی رپورٹ تحصیل رحیم یار خاں

① زیر امارت مرزا افتخار بیگ امیر تحصیل رحیم یار خاں زیر نظامت صاحبزادہ حافظ محمد ثناء اللہ شاہ قصوری ناظم تحصیل رحیم یار خاں۔ نوٹ: سلسلہ دروس کا آغاز یکم فروری 2016ء سے ہوا۔

پروگرام نمبر 81..... یکم مکی بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد باب رحمت اہل حدیث پرانا تھانوالہ بازار میں حضرت مولانا صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 82..... 2 مکی بروز سوموار بعد نماز مغرب مدرسہ مسجد اسمعیہ اہل حدیث خان پور روڈ میں مولانا یونس محمدی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 83..... 3 مکی بروز منگل بعد نماز مغرب جامع مسجد فاطمہ اہلحدیث اسلامیہ کالونی میں مولانا ساجد منیر صاحب خطیب چک نمبر 103 نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 84..... 5 مکی بروز جمعرات بعد نماز عصر مرکز منہاج الاسلام اہلحدیث نہر کنارہ شی رحیم یار خاں میں صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری کی سرپرستی میں جناب صوفی عبدالرحمن جٹ نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 85..... 5 مکی بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد فاطمہ اہلحدیث میں صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 86..... 6 مکی بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد توحید اہل حدیث نوریوالی میں صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 87..... 6 مکی کا خطبہ جمعہ المبارک مسجد الکوثر اہل حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن میں ممبر فتاویٰ کمیٹی مولانا یوسف محمدی نے ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 88..... 6 مکی کا خطبہ جمعہ المبارک مرکزی مبارک مسجد اہلحدیث مسلم بازار میں تحصیل سرپرست ڈاکٹر شاہد محمدی نے ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 89..... 6 مکی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد بیت المکرم دوڑی ساگی میں صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصودی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 90..... 6 مکی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد امانت الرحمن دنگیر کالونی نمبر 1 میں مولانا قاری محمد احمد نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 91..... 8 مکی بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد فاطمہ اسلامیہ کالونی میں مولانا عبدالاکبر عباسی نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 92..... 9 مکی بروز سوموار بعد نماز مغرب مسجد افضل نزدیکی لاڑاں میں ناظم تبلیغ ماسٹر رضاء اللہ سلفی نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 93..... 9 مکی بروز سوموار بعد نماز مغرب محمدی مسجد ماشاء اللہ مارکیٹ میں مرزا افتخار بیگ نے درس حدیث ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 94..... 9 مکی بروز سوموار بعد نماز عشاء مسجد توحید اہلحدیث ہمتی نوریوالی میں مرزا افتخار بیگ نے درس حدیث دیا۔

پروگرام نمبر 95..... 10 مکی بروز منگل بعد نماز مغرب مسجد فاطمہ اہلحدیث اسلامیہ کالونی شی رحیم یار خاں میں مرزا افتخار بیگ نے درس حدیث دیا۔

پروگرام نمبر 96..... 11 مکی بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کالونی میں امیر تحصیل مرزا افتخار بیگ نے درس حدیث دیا۔

پروگرام نمبر 97..... 12 مکی بروز جمعرات بعد نماز عصر مرکز منہاج الاسلام میں صوفی عبدالرحمن جٹ کا درس ہوا۔

پروگرام نمبر 98..... 12 مکی بروز جمعرات مسجد محمدی اڈا گلبرگ میں تحصیل ناظم تبلیغ جناب مولانا رضاء اللہ سلفی نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 99..... 12 مکی بروز جمعرات مسجد محمدی اہل حدیث چک نمبر 103 ابوظہبی روڈ میں مولانا ساجد منیر صاحبزادہ ثناء اللہ شاہ قصوری تحصیل ناظم نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 100..... 12 مکی بروز جمعرات مسجد عائشہ صدیقہ مدر باری میں نائب امیر تحصیل رحیم یار خاں عبدالاکبر عباسی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 101..... 13 مکی کا خطبہ جمعہ مرکزی مسجد مبارک اہل حدیث مسلم بازار میں مولانا قاری محمد زاہد ناگروبی (گوجرانوالہ) نے ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 102..... 13 مکی بروز جمعہ مسجد فاطمہ اسلامیہ کالونی میں

حکیم اختر سلفی صاحب نے درس قرآن دیا۔

پروگرام نمبر 103..... 13 مکی بروز جمعہ مسجد عثمان غنی غوث پور میں صاحبزادہ حافظ ثناء اللہ شاہ قصوری رئیس مرکز منہاج الاسلام نہر کنارہ شی رحیم یار خاں نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 104..... 13 مکی بروز جمعہ مسجد امانت الرحمن دنگیر کالونی نمبر 1 میں مولانا قاری محمد یوسف محمدی نے درس دیا۔

پروگرام نمبر 105..... 13 مکی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مدرسہ مسجد اسمعیہ نزد السعید کمپلیکس میں مولانا مفتی عبدالرحمن بھٹی صاحب نے درس قرآن وحدیث ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 106..... 13 مکی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد الکوثر (نزدیکی ظفر و زانچ) سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا ابراہیم خلیل نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 107..... 15 مکی بروز اتوار بعد نماز فجر مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث نہر کنارہ شی رحیم یار خاں میں شیخ محمد امین محمدی رئیس جامعہ نصر العلوم الاسلامیہ (گوجرانوالہ) نے درس قرآن والد ارشاد فرمایا۔

پروگرام نمبر 108..... 15 مکی بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد ابو ہریرہ اسلام نگر میں مولانا محمد یونس محمدی نے درس قرآن ارشاد فرمایا..... (جاری)

منجانب: صاحبزادہ حافظ ثناء اللہ شاہ قصوری ناظم تحصیل رحیم یار خاں

سرکولیشن مینیجر

وسیم جنجوعہ کو ”جامعہ رحمۃ للعالمین“ اور ماہ نامہ ”جنت المساوی“ اور ہفت روزہ ”پاسبان“ سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ لہذا ادارہ اس کے کسی بھی قول و فعل اور لین دین کا ذمہ دار نہیں۔

منجانب شیخ سیف اللہ ناظم جامعہ ہذا

پروپرائیٹرز ایم اکرام مغل (ماہر ملکیت)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت



ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر
اینڈ ساؤنڈ سسٹم

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آڈیو ریٹائر کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پائرس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

پورے علاقہ میں اپنی نوعیت کا منفرد ادارہ

ج کو الٹی اور معیار ایک ساتھ

محلہ خراڈیاں گلی کمیٹی والی وزیر آباد
055-6601562

یہاں آپ کی سوچ کی تکمیل اور قرآن سنت کی تعلیم کا بہترین انتظام ہے

جو غریب والدین وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بچیوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے وہ منظر رابطہ کریں

والمعین الہی، بچیوں کے روشن مستقبل اور معیاری تعلیم تربیت کیلئے ادارہ ہڈامیں داخل کروائیں

0323-7490174

رابطہ: حافظ محمد رفیق و ڈائجنگ گھمڑوی: 0346-6257220

رابطہ: قاری عزراحمہ 4162886-0300

0345-6213064

0 3 3 3 - 3 2 7 4 4 3 3

داخلہ جاری
شانمندی

عید الفطر کے بعد
کاہل کا قاعدہ کاغذ
تین 8:30 بجے تا 2:30 بجے دھیر
جمہ (پاف نے)
8:30 بجے تا 12:00 بجے
تجشہ (بازار)

ناظرہ کلاس بعد نماز عصر
صرف ستائیس پیسے

انجمن جامعہ عزیزہ پل بازار ساہیوال کے زیر اہتمام

عزیزہ پل کالج میں نئی کلاسز کا آغاز



میٹرک سائنس
مع
تجوید القرآن

حفظ القرآن
مع
مدل

بی ایس سی
مع
علوم اسلامیہ

داخلہ کی آخری تاریخ
31
جولائی 2016

بی ایس سی کے طلبہ کے لیے انگلش، عربی، اردو اور فارسی زبانوں میں مہارت پیدا کرنے کا اعلیٰ انتظام

میٹرک کے طلبہ کے لیے ترجمۃ القرآن اور عربی لینگویج پر خصوصی توجہ

اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ

اعلیٰ تعلیم یافتہ مربی اساتذہ کرام

کمپیوٹر اور لینگویج ٹیچ لیب کی سہولت

وسیع اور شاندار لائبریری کی سہولت

بہترین ہوٹل کی سہولت

جدید ہولیات سے آراستہ کلاس رومز

مستحق بچوں کے لیے فنی تعلیم اور پاس کی سہولت

بی ایس سی میں میٹرک پاس اور میٹرک میں پرائمری پاس حافظ طلبہ داخلے کے اہل ہوں گے۔

تمام تعلیمی سرگرمیاں ایس بی آر وڈیو نشستوں پر داخلہ ہوگا۔
مطلبہ پر توجہ دلاؤ اور کسی سرگرمی پر داخلہ ہوگا۔

0321-6911220
0302-2727406

قاری اظہار احمد بلوچ (ڈائریکٹر)



کورسز بذر یو ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0975-228985374

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
034575451199

رابطہ نمبر

0345-7545119
0332-7545119

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت اتنی معاین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائی! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور دوائی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ غریبی میں اور تنگے کباب روٹ بروٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شہابی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تزائیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور زلزلہ کام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائی! مکمل کچھ کھیں نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فطرت کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بغضِ تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی و غیر ملکی مریمینوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیعہ کالج کالابھنگا اور ہوں اور دوا اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدا خواستہ آپ یا آپ کے ہانسنے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شہنائے کاملہ و مابلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصابہ	حساس ہاضمہ ہوتا	معدے کے ہمالے	بچی	خاموش جنون	ککیر	بلڈ پریشر	السر
شقیقہ	سکتے	منہ سے بدبو	شوگر	خج جنون	کیرہ	دل کا ڈوبنا	اماس
بے خوابی	اندھراتا	رال بہنا	سکڑنا	اضطراب کا سن ہوتا	ومہ	دل کا درد	داعی قبض
نسیان	تھری کمزوری	ککٹ	بیل بستی	سر سام	تپ دق	دل کا دورہ	آنسوؤں کے دھم
سرچکراتا	بہرا پن	جلد کا پھٹنا	مرگی	فلینش	ٹی بی	دل کا دلو بند ہوتا	سکر ہنی
غواب میں ڈرنا	بند نزلہ	ہوک بند ہوتا	ریشہ	سکڑل پڑنا	کالی کھانسی	ہوک کی زیادتی	قورنج

www.hakeemkarimBhatti.com

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
دراستی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جیڈ شینا لوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فصل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں کوجرانوالہ
055-4212804, 4226706-0300-6430029
محمد ریضان ربانی
0343-6007696

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (دھڑ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر تیار کیے جاتے ہیں۔

نوفٹ مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں کوجرانوالہ

ایمپلی فائر

UPS

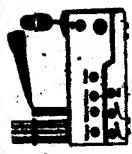
0300-6430739
055-4213430

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر، ہونٹ، مائیک، ہارن، طوطی
ہارن، پیٹن، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت

کو ایف ایٹھ میک کے پاس تشریف لائیں۔



بہاؤ محمد عثمان

نیا میں چوک نزدیکی کالج کوجرانوالہ
Mob: 0321-7432246
Mob: 0334-796707
Ph: 055-4230167

معاشرے میں دعوت انبیاء علیہم السلام کی بنیاد پر اصلاح کے لیے کوشاں ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کے لیے تعاون کی خصوصی اپیل

ادارہ تبلیغ اسلام

ادارہ ہذا عظیم و منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے اصلاحی اور دینی و دعوتی لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ دعوت دین اور مسائل حقہ کی ترویج و اشاعت کا یہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ ادارے کا اپنا کوئی مستقل ذریعہ آمدن نہیں بلکہ مخلص و محیر احباب کے رضا کارانہ تعاون سے یہ سب کام سرانجام دیا جا رہا ہے۔ قرآن و سنت پر مبنی لٹریچر کی اشاعت و مفت تقسیم عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

جامعہ محمدیہ رجسٹرڈ

جامعہ ہذا علاقہ کی معروف دینی درس گاہ ہے جس میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلبہ کے تعلیمی و اقامتی اخراجات جامعہ کی طرف سے برداشت کیے جاتے ہیں۔ محنتی اور فرض شناس اساتذہ تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بیشتر مساجد میں جامعہ کے فارغ التحصیل طلبہ امامت، خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا حصہ ہو!

- توحید و سنت کو پھیلانے اور کتاب و سنت کی دعوت کو عام کرنے میں
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے میں
- اخلاق حسنہ کو انسانی معاشرے میں فروغ دینے میں
- شرک و بدعت کو ختم کرنے اور خرافات کی ظلمتوں کو مٹانے میں
- فکر آخرت سے قلوب و اذہان کو آشنا کرنے میں
- فرقہ بندی، علاقائی و لسانی تعصبات کو ختم کرنے میں

• روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا قرآن و حدیث کے مطابق حل کرنے میں

تو ان اعلیٰ و ارفع مقاصد کے حصول کے لیے ادارے سے تعاون فرمائیں

تعاون کی خصوصی اپیل

رمضان المبارک میں خصوصی طور پر زکوٰۃ، صدقات، عشر و عطیات کی مدد سے ادارے کے لیے مالی تعاون ارسال فرما کر صدقہ جاریہ میں شامل ہوں۔

بذریعہ بینک

حبیب بینک آف جام پور بنام محمد سلیم..... اکاؤنٹ نمبر 11070005202201، مسلم کمرشل بینک جام پور بنام محمد سلیم راہی 0114202010000939

جملہ خط و کتابت و ترسیل زریعہ ڈاک

محمد سلیم راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

امیر محترم
جناب
پروفیسر سینیٹر
حافظ
عبدالحق

کے اس فیصلے کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے

جناب محترم
پروفیسر
حافظ
عطاء الرحمن

کو جنرل سیکرٹری

جناب محترم
پروفیسر
حافظ
عقیق اللہ عمر

کو صدر

برائے جمعیتہ اساتذہ پاکستان نامزد کیا

پیش کرتے ہوئے ان کے لیے استقامت کی دعا کرتے ہیں

مجلدین مغل
صدر اعلیٰ شادیو تھ فورس
حلقہ لدھیوالہ و ڈرائیج

ناظم مرکزی جمعیت اہل تشدد
ضلع گوجرانوالہ

تاریخ ۱۲ جولائی ۲۰۱۶ء

منہاجی



حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرشید مجاہد



جامعہ الدراسات الاسلامیہ

(مرکز ام الہدیٰ)

نئے تعلیمی سال کا داخلہ 10 شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا۔

شعبہ جات

- ✦ درس نظامی ✦ تحفظ القرآن
- ✦ علوم عصریہ ✦ کمپیوٹر کورسز
- ✦ فتاویٰ جات ✦ بیت المال
- ✦ رمضان میں دورہ جات

خصوصیات

- ✦ قابل محقق، تبحر کا راستہ کی خدمات
- ✦ قیام و طعام علاج و معالجہ بذمہ جامعہ
- ✦ تعلیم کے ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ
- ✦ عالیشان عمارت اور تعلیمی ماحول
- ✦ اشراق و تہجد کی نماز کا باقاعدہ اہتمام
- ✦ ہر شعبے کی مہارت پر خصوصی توجہ
- ✦ ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ
- ✦ حفظ حدیث کا اہتمام
- ✦ وفاق المدارس السننویہ سے الحاق
- ✦ دینی و دنیاوی کتب کی لائبریری
- ✦ کمپیوٹر کورسز کے لیے لیب کا انتظام
- ✦ فن تقریر میں مہارت کے لیے لے مشق
- ✦ دینی و عصری علوم کی کتب کی مفت فراہمی
- ✦ برائے مہر خواہ صورت محل و توسع

0300-9491221
0300-4639354

جامعہ الدراسات الاسلامیہ
کیتل بک بریجی ہرٹس پورہ لاہور

سابقہ عبدالرؤف

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:

Tell. 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ

انچارج داخلہ/تعمیم دارالعلوم

سید جنید غزنوی

مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام

”مدرسہ غزنویہ“

0313-4600183

0302-6249259

• مڈل پاس طلباء کیلئے دینی اور عصری تعلیم ایک ساتھ

• دینی نصاب • میٹرک کی کلاسز

• بہترین رہائش، خوراک اور علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ

داخلہ 10 شوال سے شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ

اعلان داخلہ

• ان والدین کے لیے بہترین موقع، وسائل کم ہونے کی وجہ سے جن کے بچوں کے لیے حصول تعلیم مشکل ہو۔

• داخلہ کے وقت والد/سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے۔

• والد/سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور طالب علم کے ”ب“ فارم کی فوٹو کاپی ہمراہ لائیں۔

4۔ شیش محل روڈ۔ لاہور فون: 042-37112045